عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۶ | ۶ تا ۱۲/ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/ جون ۲۰۰۷ء | شمارہ:۲۴

عالم کے لئے حیات آفریں پیغام

ایک نئی سازش

نبوی تعلیمات و اخلاق

نصاب تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا کیوں ناجائز ہے؟

س:..... آپ نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا کہ ”مسلمان مرد ضرورت کی حد تک غیرمسلموں سے تعلق رکھ سکتے ہیں اور قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا ناجائز ہے۔“ مجھے قادیانیوں کے بارے میں پتا نہیں ہے اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس فرقے میں ایسی کون سی بات ہے جس کی وجہ سے آپ نے انہیں غیرمسلموں سے زیادہ بُرا قرار دیا ہے؟ کیونکہ میں نے جہاں تک سنا ہے کہ قادیانی کلمہ گو ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں غیرمسلموں کے ساتھ آپؐ اچھے طریقے سے برتاؤ کرتے تھے ان کے مسائل حل کرتے تھے پھر یہ فرق کیسا؟ اسلام واحد مذہب ہے جو رنگ ونسل اور ذات پات کے فرق کو ختم کرتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اہم واقعہ یہ ہے کہ ایک یہودی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچرا پھینکا کرتی تھی لیکن آپؐ ایک روز اس عورت کے گھر گئے اور اس کی بیمار پرسی کی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیرمسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حُسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ غیرمسلموں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ بات کی جائے اور نہ کھانا کھایا جائے اس کی وضاحت کریں۔

ج:..... میری بیٹی! آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے اور اچھا کیا کہ قادیانیوں کے بارہ میں پوچھ لیا۔ میری بیٹی! قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر دوسرے کافروں کے ساتھ میل ملاپ اور ضروری تعلقات کی

مولانا سعید احمد جلال پوری

اجازت ہے اور قادیانیوں کے ساتھ ایسے کسی تعلق کی اجازت نہیں ہے۔ میری بیٹی! قادیانی کلمہ گو نہیں ہیں بلکہ یہ مرتد و زندیق ہیں مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام کو ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے اور زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا نام دے لہٰذا یہ لوگ اسلام کے باغی ہیں اور جس طرح کسی ملک کا باغی کسی رو رعایت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ان باغیوں کے ساتھ میل جول رکھیں وہ بھی قابل گرفت ہوتے ہیں ٹھیک اسی طرح چونکہ قادیانی بھی زندیق و مرتد ہیں تو اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی رو رعایت اور میل ملاپ کے مستحق نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود ونصاریٰ کے ساتھ تعلق رکھا اور معاہدہ بھی کیا مگر مدعیان نبوت اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ نہ صرف تعلقات کو ناجائز قرار دیا بلکہ حضرت فیروز دیلمیؓ کے ذریعہ اسود عنسی کا کام تمام کرایا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ٹھکانے لگایا۔ اس لئے کہ دوسرے کافر اپنے کفر کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیرمسلم اور مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں جبکہ قادیانی عقائد پر ملمع سازی کرکے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان ہر دو کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص خنزیر کا گوشت سور کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے اور دوسرا خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے تو آپ ہی بتلائیں کہ خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچنے والا دھوکا باز ہے؟ اس سے مسلمان متاثر ہوں گے لہٰذا اگر قادیانی بھی اپنے آپ کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ کاسٹ کیا کریں تو مسلمان ان سے تعرض نہیں کریں گے لیکن جب تک وہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہیں گے مسلمان ان کی منافقت کو طشت از بام کرتے رہیں گے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۲۴ ۶تا۱۲جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴تا۳۰/جون ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

اس شمارے میں

ایک نئی سازش	اداریہ	۴
عالم کے لئے حیات آفریں پیغام	سلمان نسیم ندوی	۸
نبوی تعلیمات واخلاق	محمود حسن حسنی	۱۱
رسالت کا پیغام	بلال عبدالحی حسنی	۱۳
نصاب تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت!	مولانا سید عبدالرابع حسنی	۱۵
علم وبردباری کا فائدہ اور غصے کے نقصانات!	مولانا فخرالزمان الوہوی	۱۸
اسلام ہی قابل عمل مذہب ہے!		۲۰
مرزا قادیانی اپنے دعوؤں کے آئینہ میں!	مولانا مفتی محمد شفیع	۲۳
حضرت مولانا قاری محمد اختر	مولانا اللہ وسایا	۲۶

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر محمد انور رانا — کمپوزنگ محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷روپے۔ ششماہی: ۱۷۵روپے۔ سالانہ: ۳۵۰روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-1927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

مولانا سعید احمد جلال پوری

اداریہ

ایک نئی سازش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

قارئین کو یاد ہوگا آج سے تین ماہ قبل ربیع الاول ۱۴۲۸ھ کے شمارے میں ہم نے ”فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کی سازش“ کی نشاندہی کرتے ہوئے اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ حالات‘ واقعات اور آثار وقرائن بتلاتے ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کو فرقہ واریت کی بھٹی میں جھونکنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

چنانچہ اس کے کچھ ہی دنوں بعد اچانک اور ایک دم پاراچنار کے شیعہ سنی فسادات پھوٹ پڑے‘ اخبارات اور ذرائع ابلاغ شاہد ہیں کہ ان فسادات کے نتیجہ میں بھاری جانی اور مالی نقصان ہوا۔

وہ تو خدا کا شکر ہے کہ اس آگ وخون کے کھیل نے دوسرے علاقوں کا رخ نہیں کیا‘ یا پھر ہر دو طبقات......شیعہ‘ سنی...... کے ذی فہم زعماء نے اس سازش کا بروقت ادراک کرتے ہوئے اس کو مزید آگے نہیں بڑھنے دیا‘ بلاشبہ اس وقت اگر شیعہ سنی طبقات حلم وتحمل اور عقل وشعور کا مظاہرہ نہ کرتے تو پاراچنار سے اٹھنے والی فرقہ واریت کی آگ پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی تھی۔

بہرحال بڑی مشکل سے شیعہ سنی فسادات کی یہ آگ ٹھنڈی ہوئی تھی کہ کراچی میں محبت واخوت اور امن وبھائی چارے سے رہنے والے پرامن شہریوں کو چیف جسٹس کے نام پر نہ صرف دست وگریبان کردیا گیا‘ بلکہ کراچی کے کوچہ وبازار کو میدان کارزار بنادیا گیا‘ اور دیکھتے ہی دیکھتے ۴۵ سے ۵۰ معصوم شہریوں کو خاک وخون میں تڑپا کر موت کے گھاٹ اتاردیا گیا۔

جن لوگوں نے براہ راست یا بالواسطہ ۱۲/مئی ۲۰۰۷ء کے فسادات کے بھیانک مناظر دیکھے یا سنے ہیں‘ وہ بتاتے ہیں‘ ایسا محسوس ہوتا تھا‘ جیسے کسی منظم سازش کے تحت لسانیت کو ہوا دینے کی کوشش کی جارہی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ ۱۲/مئی ۲۰۰۷ء کے سانحہ کے بعد اس کا شدید اندیشہ اور خدشہ پیدا ہوگیا تھا کہ کراچی میں کہیں دوبارہ لسانی فسادات نہ پھوٹ پڑیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے پاکستان بھر کے مسلمانوں اور بالخصوص کراچی کے باشعور شہریوں کو‘ جنہوں نے دشمن کی اس سازش کا بروقت ادراک کرتے ہوئے اسے ناکام بنادیا۔

۱۲/مئی ۲۰۰۷ء کے جگرخراش سانحہ کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ فرقہ واریت کی ایک نئی سازش کے تانے بانے شروع ہوگئے۔ خدا کرے کہ مسلمان اس بار بھی اس خطرناک صورت حال سے دامن بچانے میں کامیاب ہوجائیں۔

بلاشبہ شیعہ سنی فسادات ہوں یا لسانی وعصبی نزاع‘ ہر دو نہایت حساس معاملات ہیں‘ اسلام دشمن قوتوں کا خیال تھا کہ اس بارود کو صرف آگ دکھانے کی ضرورت ہے‘ پورا ملک اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آجائے گا‘ لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم اور مسلمانوں کے حلم وتحمل نے اس سازش کو ناکام بنادیا۔

اب تیسرے درجے میں دشمن نے سانحہ نشتر پارک کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور دست وگریبان کرنے کی سازش کا جال بچھایا ہے تاکہ: ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی پالیسی پر بسہولت سے عمل کیا جاسکے۔

چنانچہ ۱۳/ جون ۲۰۰۷ء کے روزنامہ امت کراچی کے صفحہ اول کی سب سے اوپر والی تین کالمی خبر میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ: ’’سانحہ نشتر پارک کا خودکش حملہ آور لشکر جھنگوی کا محمد صدیق تھا۔‘‘

خبر کا متن اگرچہ طویل ہے تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پورے مندرجات قارئین کے سامنے آجائیں اس لئے روزنامہ ’’امت‘‘ کی خبر ملاحظہ ہو:

’’کراچی (رپورٹ: آصف سعود) اہم ذرائع کا دعویٰ ہے کہ کراچی میں نشتر پارک میں خودکش بم دھماکہ مانسہرہ کے محمد صدیق نے کیا تھا‘ خودکش حملہ آور کالعدم لشکر جھنگوی کا دہشت گرد تھا اور اس نے مفتی الیاس کے کہنے پر حملہ کیا تھا۔ تحقیقاتی اداروں نے خودکش حملہ آور کے اہل خانہ کو حراست میں لے لیا ہے‘ جبکہ خودکش حملہ آور کا ایک ساتھی سی آئی ڈی پولیس کی تحویل میں ہے‘ حملہ آور کے مزید چار ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔ تفصیلات کے مطابق انتہائی باخبر ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ ۱۱/ اپریل ۲۰۰۶ء کو نشتر پارک میں ہونے والے خودکش حملے میں ملوث حملہ آور کی شناخت محمد صدیق ولد اسرائیل کے نام سے ہوئی ہے۔ ذریعے کا کہنا ہے کہ خودکش حملہ آور کا مستقل پتہ محلہ سیری کماشی محلہ کماشیاں تحصیل و ضلع مانسہرہ ہے جبکہ اس کا عارضی پتہ محلہ مکان نمبر A-5 کے ایم سی ریکسر پرانا گولیمار سیکٹر کراچی ہے‘ خودکش حملہ آور کے شناختی کارڈ کا نمبر 13503-8734063-7 ہے جبکہ اس کے خاندان کا نمبر VD6N4R ہے‘ خودکش حملہ آور کی تاریخ پیدائش ۱۰/ جنوری ۱۹۸۵ء درج ہے اور شناختی کارڈ کی تاریخ تنسیخ ۳۰/ جون ۲۰۱۵ء ہے‘ امت کو ذمہ دار ذریعے نے بتایا کہ خودکش حملہ آور کراچی میں اپنے چچا کے گھر پر رہتا تھا اور جمشید کوارٹر کے علاقے میں ایک مسجد کے باہر دینی کتابیں فروخت کرتا تھا‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ اس دوران اس کی دوستی کالعدم لشکر جھنگوی کے بعض دہشت گردوں سے ہوئی جو اسے اپنے ہمراہ تبلیغ پر لے جانے کا کہہ کر لے گئے‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ خودکش حملہ آور محمد صدیق اکثر تبلیغ پر جانے کا کہہ کر جاتا تھا اور چار سے پانچ ماہ تک تبلیغ پر ہی ہوتا تھا‘ اس دوران اس کا اپنے گھر والوں سے رابطہ نہیں ہوتا تھا‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ جب ایک سال کا عرصہ گزر گیا اور محمد صدیق نے اپنے گھر والوں سے رابطہ نہیں کیا تو مانسہرہ میں اس کے گھر والوں کو تشویش ہوئی اور انہوں نے اس کی تلاش شروع کی‘ اس دوران تحقیقاتی اداروں کو بھی معلوم ہوا کہ مانسہرہ سے محمد صدیق نامی ایک نوجوان غائب ہے‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ اس دوران تحقیقاتی اداروں نے علامہ حسن ترابی قتل کیس میں اہم ملزمان کو گرفتار کیا‘ جس سے علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ کرنے والے کی شناخت ہوئی‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ اس دوران تحقیقاتی اداروں نے گرفتار ملزمان سے پوچھ گچھ کی جس پر ایک ملزم نے بتایا کہ مفتی الیاس سانحہ نشتر پارک کے حوالے سے معلومات رکھتا ہے اور اس کا ایک ساتھی رحمت خان ہے جو کراچی میں کلفٹن کے علاقے میں ٹائر کی دکان پر کام کرتا ہے‘ جس پر تحقیقاتی اداروں نے اس کی نگرانی کی اور اسے حراست میں لے لیا‘ تاہم اس نے تحقیقاتی اداروں کو بتایا کہ نشتر پارک میں خودکش حملہ کرنے والے کا نام محمد صدیق ہے اور اسے اس کے گھر اورنگی ٹاؤن میں بارودی جیکٹ پہنائی گئی تھی‘ تحقیقاتی اداروں کو اس نے مزید بتایا کہ محمد صدیق کا برین واش قاری عابد عرف اقبال نے کیا تھا جبکہ اس کے ہمراہ مفتی الیاس‘ محمد خالد خان عرف ابرار اور رحیم اللہ عرف علی حسن تھے‘ تحقیقاتی اداروں کی ایک ٹیم نے مانسہرہ میں محمد صدیق کے گھر پر چھاپا مارا اور اس کے بھائی محمد رفیق اور دیگر کو حراست میں لے لیا اور ان سے معلومات حاصل کیں‘ انہوں نے بتایا کہ محمد صدیق ایک سال سے لاپتا ہے اور انہیں کالعدم لشکر جھنگوی کے ایک ذمہ دار نے بتایا ہے کہ وہ افغانستان میں شہید ہو گیا ہے لیکن ہمیں تسلی نہیں ہے‘ جب محمد صدیق کے اہل خانہ کو نشتر پارک میں خودکش حملہ کرنے والے سر کی تصویر دکھائی گئی تو اس کے بھائی نے اسے شناخت کر لیا جس کے بعد تحقیقات مزید آگے بڑھی‘ تحقیقاتی اداروں نے خودکش حملہ آور کے مزید ساتھیوں کو گرفتار کرنے کی منصوبہ بندی کی اور رحمت خان کو منصوبے کے تحت چھوڑ دیا‘ تاکہ وہ اپنے ساتھیوں سے رابطے کرے‘ اس دوران رحمت خان پر متعلقہ تحقیقاتی اداروں کی واچ تھی لیکن اچانک ہی رحمت خان کو سی آئی ڈی سندھ پولیس نے گرفتار کر لیا اور تحقیقاتی اداروں کی جانب سے خودکش حملہ آور کے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کرنے کی منصوبہ بندی منتشر ہو گئی‘ ذریعے کا کہنا ہے کہ تحقیقاتی اداروں نے رحمت خان سے جو معلومات حاصل کیں اس کے مطابق خودکش حملہ آور کو مفتی الیاس اور قاری عابد نے

تیار کیا تھا' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک کے مطابق مفتی الیاس عرف جمال ولد گل زریں ہے اس کی عمر ۳۵ سال اور قد پانچ فٹ گیارہ انچ ہے' وہ پشتو اور اردو زبان بولتا ہے جبکہ اس کی ظاہری شناخت یہ ہے کہ وہ سگریٹ زیادہ پیتا ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک میں لکھا ہے کہ مفتی الیاس لشکر جھنگوی کا انتہائی خطرناک اور متحرک دہشت گرد ہے جبکہ وہ علامہ حسن ترابی پر خودکش حملے میں بھی ملوث ہے' صوبہ سندھ' سرحد اور پنجاب میں اپنا نیٹ ورک چلا رہا ہے اور اس وقت لشکر جھنگوی پاکستان کا امیر ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک میں مفتی الیاس کا ایڈریس سکنہ براسہرائی بڈھ بیر معرفت عرفان اللہ (بھائی) دکان اسپیئر پارٹس خطاب گل مارکیٹ' مین روڈ بڈھ بیر پشاور درج ہے' جبکہ قاری عابد اقبال ولد ولی جان کا سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک میں ایڈریس سکنہ مکان نمبر ۴۲۰ بنارس کالونی' نمبر مارٹ' اورنگی ٹاؤن درج ہے' ریڈ بک میں قاری عابد اقبال کی عمر ۲۵ سال اور قد ۵ فٹ ۱۵ انچ درج ہے' ملزم حافظ قرآن ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک کے مطابق ملزم کا تعلق کالعدم لشکر جھنگوی سے ہے' سی آئی ڈی کی ریڈ بک کے خصوصی اطلاع کے خانے میں درج ہے کہ قاری عابد اقبال اپنے گھر پر سپاہ صحابہ کے لڑکوں کو شیعہ حضرات کے خلاف اکساتا ہے اور فتویٰ جاری کرتا ہے اور وہ مالی طور پر مستحکم ہے اور رحیم اللہ عرف نعیم کا بہت قریبی ساتھی ہے' اورنگی ٹاؤن تھانہ بم دھماکا کیس میں ملوث ہے' سی آئی ڈی کی ریڈ بک کے مطابق رحیم اللہ عرف نعیم عرف علی حسن ولد ولایت خان قوم اچکزئی ہے' اس کا سکنہ گلی نمبر ۳' شہزاد سینما قصبہ کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی ہے' ریڈ بک میں اس کی عمر ۳۵ سال اور قد پانچ فٹ آٹھ انچ ہے' ریڈ بک کے مطابق رحیم اللہ عرف نعیم کالعدم لشکر جھنگوی کا کارکن ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک میں درج ہے کہ رحیم اللہ نے علامہ حسن ترابی پر خودکش حملہ کرنے والے کو گاڑی میں جائے وقوعہ پر چھوڑا تھا اور وہ لال رنگ کی کار میں گیا تھا جبکہ اس کا ساتھی سلطان محمود جو کہ گرفتار ہے اس نے خودکش حملہ آور کو نیپا چورنگی پر رحیم اللہ کے حوالے کیا تھا' رحیم اللہ بھی اورنگی ٹاؤن تھانے میں ہونے والے بم دھماکے کے کیس میں ملوث ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک کے مطابق ملزم خالد خان عرف ابرار ولد محمد یوسف خان قوم شیرا کی کا پتا سکنہ گاؤں مزید خیل شیر کی ڈاکخانہ درہ بازار تحصیل و ضلع کوہاٹ گاؤں بڑیاں درج ہے جبکہ محمد خالد خان کی عمر ۲۴ سال اور قد ۵ فٹ ۱۶ انچ درج ہے' اور وہ اردو اور پشتو زبان جانتا ہے' سی آئی ڈی سندھ کی ریڈ بک کے مطابق ملزم کا تعلق کالعدم لشکر جھنگوی سے ہے اور اس نے علامہ حسن ترابی پر حملے کے لئے خودکش حملہ آور کو تیار کیا اور بارود کی جیکٹ فراہم کی تھی' ملزم حضرت علی کا قریبی ساتھی ہے' حضرت علی درہ آدم خیل میں بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا تھا' امت کو ذریعے نے بتایا کہ جس وقت اس کے گھر اورنگی ٹاؤن میں خودکش حملہ آور محمد صدیق کو بارودی جیکٹ پہنائی جا رہی تھی اس وقت ملزمان کے ایک ساتھی رحیم اللہ نے نشتر پارک میں خودکش حملہ کرنے کی مخالفت کی تھی لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی اور خودکش حملہ آور کو تیار کر کے بھیج دیا گیا' ذریعے کا کہنا ہے کہ رحمت خان نے بتایا کہ محمد صدیق نے خودکش حملہ کرنے سے قبل اس کے گھر پر قاری الیاس کو ایک خط لکھ کر دیا تھا جس کے ساتھ خودکش حملہ آور کا ایک اور خط بھی تھا اس نے خط میں جو لکھا تھا اس کا متن یہ تھا: ''میں اللہ کی راہ میں جا رہا ہوں' میرے لئے مغفرت کی دعا کرنا اور بالکل پریشان مت ہونا' اگر میرے بارے میں آپ سے کوئی پوچھے تو کہنا کہ وہ افغانستان میں شہید ہو گیا' میں اپنی خوشی اور رضامندی سے جا رہا ہوں اور میرے اوپر کوئی دباؤ نہیں ہے' میرے بعد میرے لئے رونا مت اور صبر کرنا'' ذریعے کا کہنا ہے کہ مفتی الیاس نے مذکورہ خط تاحال خودکش حملہ آور محمد صدیق کے گھر والوں کو نہیں دیا ہے' ذریعے کا کہنا ہے کہ زیر حراست رحمت خان نے بتایا کہ محمد صدیق نے کہا تھا کہ یہ خط اور پرس میری بہن کو دے دینا' امت کو ذمہ دار ذریعے نے بتایا ہے کہ تحقیقاتی اداروں نے خودکش حملہ آور کا ڈی این اے ٹیسٹ کرا لیا ہے۔ ذریعے کا کہنا ہے کہ خودکش حملہ آور محمد صدیق کے بعض دوستوں کو بھی حراست میں لے لیا گیا ہے' جن کے نام صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں' ایک اہم ذریعے کا کہنا ہے کہ تحقیقاتی ادارے نے زیر حراست رحمت خان کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور اس سے دوبارہ تفتیش کا آغاز کر دیا ہے۔''

(روزنامہ ''امت'' کراچی' ۱۳/ جون ۲۰۰۷ء)

بلاشبہ اس خبر کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے' جیسے اس خبر اور رپورٹ کے مرتبین چشم بددور قدم بہ قدم ''مجرموں'' کے ساتھ تھے' یا خدانخواستہ وہ بھی اس

پلان اور منصوبہ بندی میں برابر کے شریک تھے۔

جن لوگوں کی ملکی حالات‘ واقعات اور سمعی‘ بصری میڈیا پر نظر ہے اور وہ چشم بینا کے ساتھ ساتھ دل دانا بھی رکھتے ہیں‘ ان کو اس کا اندازہ ہوگا کہ یہ مقفع مسجع رپورٹ بھی حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ‘ حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ‘ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ‘ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہیدؒ وغیرہ علمائے حق کے سانحات شہادت کے موقع پر منظر عام پر آنے والی رپورٹوں سے کچھ مختلف نہیں‘ بلکہ ان کے مماثل و مشابہ ہے۔

دیکھا جائے تو یہ رپورٹیں دراصل بیوروکریسی کی دفع الوقتی انتظامیہ کی کاہلی‘ سستی‘ اپنے سر سے بوجھ ہٹانے‘ معاملہ کو سرد خانے کی نذر کرنے‘ حکومت پر عوام کا اعتماد بحال کرنے اور مقتولین و متاثرین کے پسماندگان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے مرتب و شائع کی جاتی ہیں ورنہ کوئی بتلائے کہ اس قدر تفصیلی رپورٹوں کی اشاعت‘ مجرموں کی نشاندہی اور ان تک پہنچ جانے کے بلند و بالا دعوؤں کے باوجود آج تک ایسی کسی گھناؤنی کارروائی کے مجرموں کو کیفر کردار تک کیوں نہیں پہنچایا جاسکا؟

سوال یہ ہے کہ پندرہ ماہ بعد اس رپورٹ کی اچانک اشاعت کی کیوں ضرورت پیش آگئی؟ اور اب تک یہ ایجنسیاں کہاں تھیں؟ اور ان کی فکر و ہمت کو سانپ کیوں سونگھ گیا تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس خود ساختہ کارنامہ کو دوسروں کے کھاتہ میں ڈال کر ایک بار پھر قوم کو فرقہ واریت کا ایندھن بنانا مقصود ہو؟

اور سانحہ نشتر پارک کے متاثرین اپنے پیاروں کے خون کے چھینٹے حکومت و بیوروکریسی کے ہاتھوں پر تلاش کرنے کی بجائے دوسروں کے دامن پر تلاش کرتے ہوئے ان سے دست و گریبان ہوجائیں اور دوسری طرف بیوروکریسی اپنی روایتی معصومیت کے اظہار کے ساتھ عوام کو فرقہ پرستی کے نام پر بدنام کرنے میں کامیاب ہوجائے۔

بلاشبہ اب عوام اور عقل و شعور رکھنے والے تمام شہری حکومت اور بیوروکریسی کی ان چالوں کو جان چکے ہیں‘ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری نے بیوروکریسی کی اس سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے درج ذیل متوازن بیان دیا:

”کراچی (پ ر) سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری نے کہا ہے کہ من گھڑت تحقیقاتی رپورٹوں سے سانحہ نشتر پارک کے اصل ملزمان کو چھپایا نہیں جاسکتا‘ انہوں نے کہا کہ سانحہ نشتر پارک کی اصل تحقیقات کو منظر عام پر لایا جائے‘ صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم شوکت عزیز نے وعدہ کیا تھا کہ سانحہ نشتر پارک کی رپورٹ میں جو بھی پیش رفت ہوگی سنی تحریک کے قائدین کو لمحہ بہ لمحہ آگاہ کیا جائے گا مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا‘ انہوں نے کہا کہ الیکشن سے قبل دہشت گردوں کو گرفتار کرکے عوام کے سامنے لایا جائے‘ ان خیالات کا اظہار انہوں نے کراچی ایئرپورٹ پر اتحاد اہلسنت کانفرنس میں اسلام آباد روانگی سے قبل ذمہ داران و کارکنان سے گفتگو کرتے ہوئے کیا‘ انہوں نے کہا کہ ہمارے شہداء قائدین کا لہو رنگ لائے گا‘ انشاء اللہ! بہت جلد دہشت گرد اپنے کیفر کردار تک پہنچیں گے‘ انہوں نے کہا کہ من گھڑت ذرائع سے حاصل کردہ تحقیقاتی رپورٹ اخبارات میں شائع کرکے سانحہ کے اصل ملزمان کو چھپایا نہیں جاسکتا‘ انہوں نے کہا کہ الیکشن سے قبل حکومت سانحہ نشتر پارک کے دہشت گردوں کو گرفتار کرکے عوام کے سامنے لائے اور مجرمان کو سخت سے سخت سزا دی جائے‘ انہوں نے کہا کہ سنی تحریک اتحاد اہلسنت کے لئے عملی جدوجہد کررہی ہے‘ اس سلسلے میں پورے ملک سے علماء و مشائخ مذہبی و سیاسی ہم خیال رہنماؤں سے رابطے تیز کررہے ہیں‘ کارکنان الیکشن کی تیاریاں شروع کردیں۔“ (روزنامہ ”جنگ“ کراچی ۱۴/جون ۲۰۰۷ء ص:۴)

خدا کرے پاکستانی عوام اور باشعور شہری ان سازشی عناصر اور ملکی امن و امان کے دشمن افراد کی چالوں کو بھانپ کر دوست و دشمن کی تمیز کریں اور فرقہ واریت کی آگ کا ایندھن نہ بنیں‘ ورنہ دشمن ان کے جذبات سے کھیلتے ہوئے ہمیشہ ان پر ناکردہ گناہوں کا بوجھ ڈال کر ان کو دباتا اور اپنے مقاصد حاصل کرتا رہے گا۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قرآن کریم کی پہلی وحی

عالم کے لئے حیات آفریں پیغام

سلمان نسیم ندوی

عالمگیر فساد:

تاریخی طور پر یہ بات مسلم ہوچکی ہے کہ بعثت نبوی سے قبل پوری انسانیت خودکشی کے راستہ پر تیزی کے ساتھ گامزن تھی' مورخین نے اس عہد کا جو نقشہ کھینچا ہے' ان آراء کے شمار کا یہاں نہ موقع ہے اور نہ گنجائش' لیکن ان کی تمام موشگافیاں قرآن کریم کی درج ذیل آیات کے سامنے مکتب میں بیٹھے ہوئے بچوں کی تختیوں پر ٹیڑھی لکیریں معلوم ہوتی ہیں:

"ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون۔"

(الروم:۴۱)

ترجمہ: "خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے' تاکہ خدا ان کے بعض عملوں کا مزہ چکھائے' عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔"

اعجاز قرآنی کی یہ آیت ایک عجیب نمونہ اور معارف وحکم کا گنجینہ ہے۔

۱:...... لفظ "فساد" سے زیادہ دنیا کی بربادیوں کے لئے کوئی اور لفظ جامع نہیں ہوسکتا۔

۲:...... "البر" اور "البحر" اس فساد کی وسعت کمیت اور کیفیت کا ترجمان ہے' کیا ارباب بلاغت اس سے کم الفاظ میں اس سے بہتر تصویر کھینچ سکتے ہیں؟

۳:...... "کسبت ایدی الناس" اس فساد کے اسباب کی وضاحت کرتا ہے' تاریخ عالم پر موٹی موٹی جلدیں سیاہ کرنے والوں کی تحریریں اٹھا کر دیکھئے! کس نے اتنی وضاحت' صفائی اور جرأت کے ساتھ اسباب پر نہیں بلکہ سبب پر انگلی رکھی ہے؟

۴:...... "لیذیقھم بعض الذی عملوا" یہ ٹکڑا دنیا میں پیدا ہونے والی تمام ترکشاکش کا راز کھولتا اور عقدہ کشائی کرتا ہے' بندہ کے کرتوت پر عتاب الٰہی کے نزول کی خبر دیتا ہے۔

۵:...... "لعلھم یرجعون" "تاریخ انسانی میں اس سے زیادہ امید افزا' حوصلہ افزا جملہ کوئی اور ہوسکتا ہے؟ یہ جملہ انسانیت کو بدشگونی اور تشاؤم کے بجائے رجائیت کا سبق سکھاتا ہے اور قوموں کی آزمائش کے رحمت ہونے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے' اس میں دعوت بھی ہے اور دھمکی بھی' انذار بھی ہے اور تبشیر بھی۔

ظہور قدسی:

اس عالمگیر فساد میں آفتاب رسالت طلوع ہوا' محمد بن عبداللہ (فداہ ابی وامی) اس ارض گیتی پر تشریف لے آئے' آسمانی تربیت کے سائے میں پروان چڑھتے رہے' "محفوظیت" اور "معصومیت" کے تقاضے پورے ہوتے رہے' مردانہ جوہر اور کریمانہ صفات نے اس ریگزار میں بھی اپنی مدح و توصیف کے مرغزار آباد کر ڈالے' اشارے کئے جانے لگے' نگاہیں اٹھنے لگیں' کٹ جانے والے سران کے فیصلوں سامنے جھکنے لگے' آخر وہ گھڑی آئی جس میں دعائے خلیل کی تکمیل ہونا تھی اور سلسلۂ انبیائے و رسل کا اختتام ہونا تھا' یعنی آسمان سے زمین کا رشتہ پھر سے قائم ہونے والا تھا' اس عالمگیر فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہدایات کا نزول ہونے والا تھا' غار حرا کی تاریکیوں میں وہ "نور" اترنے والا تھا' جس کے سوا کوئی اور شے "نور" کہلانے کی حق دار نہیں۔

تاریخ کا حیران کن سوال:

آپ چشم تصور سے دیکھئے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس گھڑی میں تاریخ نے اپنا سفر روک کر غار حرا کی چوکھٹ پر پڑاؤ ڈال دیا ہے' یہ زمانی مورخ ایک ہاتھ میں قلم لئے گوش برآواز ہے اور دوسرے ہاتھ کی انگلی دانتوں میں دبی ہوئی ہے' آخر یہ سب اہتمام کس لئے؟ اس لئے کہ تاریخ حیران ہے کہ اس عالمگیر فساد کی سب سے پہلی دوا کیا تجویز ہوتی ہے؟ کس ملک کے فساد اور اس کس نوعیت کے فساد کو موضوع بنایا جاتا ہے؟ یہودیت' عیسائیت' مجوسیت' بودھ مذہب' ہندو مذہب' مذہب زردشت یا مزدائیت' ان مذاہب میں سے کسی ایک کو موضوع بنایا جائے گا؟ یا ملک عرب میں شرک وبت پرستی' خانہ جنگی اور بے حسی سے آغاز کیا جائے گا؟ یا پھر یورپ کے وحشیوں کو انسانیت کا درس دیا جائے گا؟

اگر یہ مان لیا جائے کہ ان میں سے کسی ایک سے تو آغاز ہوگا ہی' تو پھر وہ آغاز اجمالی ہوگا یا تفصیلی؟ فرض کیجئے "یہودیت" سے آغاز ہو تو اس کی تحریف آیات پر تنبیہ کی جائے گی یا عیاشی اور آرام طلبی پر؟

عیسائیت کو اس کی گمراہی پر ٹوکا جائے گا؟ یا مدارس‘ کلیسا اور گھر کے متحارب گروپ میں بٹ جانے پر وعید اترے گی؟ یا دونوں کی ہوس عالمگیری اور خدا فراموشی پھر خود فراموشی کو موضوع سخن بنایا جائے گا؟ یا عربوں کی عصبیت‘ شراب نوشی‘ قمار بازی‘ دختر کشی‘ آخر کون سا عنوان ہوگا؟

اگر سابق انبیاء کی تاریخ پر نظر کی جائے تو ان کی پہلی دعوت ان الفاظ میں ملتی:

”یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره۔“

کیا اسی طرز کو باقی رکھا جائے گا یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو آپ کو فضا میں گردش کرتے ہوئے محسوس ہوں گے۔

پہلی وحی:

تاریخ اس وقت چونک پڑتی ہے‘ جب اس کے سارے اندازے‘ ساری قیاس آرائیاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور آسمان سے پہلا پیغام اترتا ہے:

”اقرأ باسم ربک الذی خلق‘ خلق الانسان من علق‘ اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم‘ علم الانسان مالم یعلم۔“ (العلق:۱تا۵)

ترجمہ: ”پڑھ اپنے خدا کے نام سے جس نے پیدا کیا‘ پیدا کیا انسان کو خون کے تھکے سے‘ پڑھ اور تیرا رب بڑا ہی کریم ہے‘ جس نے تعلیم دی قلم کے واسطے سے‘ اس نے سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

تاریخ اپنے سوال کے اس جواب پر خوش بھی ہے اور لاجواب بھی‘ اس لئے کہ تاریخ واقف ہے کہ اس دنیا میں جو سب سے پہلا انسان اترا تھا‘ اس کو خالق و مالک نے زیور علم سے آراستہ کیا تھا:

”وعلم آدم الاسماء کلها۔“ (البقرة:۳۱)

یہ علم جب جب معدوم ہوا یا اپنی صحیح ڈگر سے ہٹا دیا‘ دنیا ”فساد“ کی آماجگاہ بن گئی‘ اس لئے اس عالمگیر فساد کا علاج اور اس کی بیخ کنی کا راز اور صالح انسانوں کے اس زمین کو مسخر کر لینے کا نسخہ کیمیا اور اصل یہی ”علم صحیح“ ہے‘ جس کی تلقین قرآن کی پہلی وحی کر رہی ہے۔

”علم صحیح“ عالم انسانیت کی رہنمائی کی شاہ کلید:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی عربی کی بعثت سے برسہا برس قبل جس نبی کے ظہور کے لئے جن الفاظ میں دعا کی تھی اس کا محور بھی ”تعلیم و تعلم“ ہی تھا‘ حضرت ابراہیمؑ بھی آخر نبی تھے بلکہ خلیل اللہ تھے‘ علم ربانی کے رازداں تھے‘ فساد کی جڑ کو بھی جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ پانی کہاں مر رہا ہے‘ اس سے بھی واقف تھے کہ اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے‘ قرآن میں بیسیوں صفات وارد ہوئی ہیں‘ لیکن جب حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تو ان کی دعا کے الفاظ یہ تھے:

”ربنا وابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاتک ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم۔“ (البقرة:۱۲۹)

ترجمہ: ”اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک پیغمبر انہی میں سے بھیج (جو) انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب (الٰہی) اور دانائی کی تعلیم دے اور انہیں پاک (وصاف) کرے۔“

تلاوت آیات‘ تعلیم کتاب‘ تعلیم حکمت اور تزکیہ ان سب کا ایک بنیادی عنوان قائم کیجئے تو وہ بنیادی عنوان: ”بنی نوع انسانی کو علم صحیح کی دولت سے سرفرازی“ کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے‘ یہ دعا ہزاروں سال پہلے کی گئی تھی‘ لیکن جب اس دعا کے بر آنے کا وقت آیا تو سب سے پہلے جو تعلیم اتری اس کا بنیادی محور بھی ”علم صحیح“ تھا‘ اس یکسانیت کو دین اسلام کے اعجاز کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے‘ یہ سب ثبوت ہیں اس بات کے کہ: ”لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔“

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عرب جہاں اسلام مبعوث ہوا‘ اسے اپنے علم کے بجائے جہل پر ناز تھا‘ بعثت اسلام کے وقت صرف سترہ آدمی پڑھنا لکھنا جانتے تھے‘ ایک جاہلی شاعر کا شعر ہے:

الا لا یجهلن احد علینا
فنجهل فوق جهل الجاهلینا

خبردار! کوئی ہمارے معاملہ میں نادانی اور جہالت سے کام نہ لے‘ ورنہ ہم بھی اپنے طرز عمل سے سب سے بڑے جاہل ہونے کا ثبوت پیش کر دیں گے۔

یہ تھا ان کا طرۂ امتیاز‘ یہ تھا ان کا تمغہ افتخار‘ ایسی قوم کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے علم صحیح سے بہتر کوئی نسخہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

قرآن کی پہلی وحی کا اعجاز:

پہلی وحی کو از سر نو پڑھئے‘ پھر دوبارہ غور کیجئے:

۱:...... لفظ ”قرأت“ دوبار استعمال کیا گیا ہے‘ جس سے پڑھنے پڑھانے اور تعلیم و تلقین کی اہمیت مقصود ہے۔

۲:...... لفظ ”قلم“ کے ذریعہ سے وسائل تعلیم میں ایک بنیادی وسیلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۳:...... قرأت کا پہلے اور قلم کا بعد میں ذکر دونوں کے درمیان ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

۴:...... ”خلق الانسان من علق“ کے ذریعہ انسان کو اس کی اصلیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے‘ اس لئے کہ جس علم کا آج آغاز ہے‘ کل یہی علم تسخیر کائنات کا ذریعہ ہوگا‘ اس وقت انسان اپنی اصلیت کو بھول کر سرکشی‘ کبر و غرور‘ بغاوت اور فرعونیت

وچنگیزیت کی راہ اختیار کر کے اس علم کا غلط استعمال کرنا نہ شروع کر دے۔

۵:...... ''الانسان'' کا استعمال کر کے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ ''علم'' کسی کی جاگیر نہیں بلکہ بنی نوع انسان کے لئے خالق کائنات کا ایک تحفہ ہے۔

۶:...... ''وربک الاکرم'' بتاتا ہے کہ اس تحفہ ربانی اور عطیہ سماوی میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہے' بلکہ یہ فیاض ازل کا فیض انعام اور نوازش ہے۔

۷:...... ''باسم ربک الذی خلق'' کے ذریعہ اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ علم نے بارہا انسان کو دھوکے میں ڈالا ہے' شیطان مردود ہو چکا ہے' بڑی بڑی قومیں اپنے علم پر ناز کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو چکی ہے' اس لئے یہ علم اسی وقت بنی نوع انسان کے لئے نافع بن سکتا ہے' جب اس کا سرا خالق کائنات سے جڑا ہوا ہو' اور خالق کائنات سے رشتہ استوار کرنے کے لئے لازم ہے کہ اس نبی امی کی اطاعت کی جائے جس کے لئے ارشاد ہوا:

''علم الانسان مالم یعلم''
(العلق:۵)

ترجمہ: ''اس نے سکھایا انسان (محمدؐ) کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا۔''

۸:...... ''علم الانسان مالم یعلم'' کے ذریعہ انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ علم تم کو جانوروں کے مقابلہ میں ممتاز کرتا ہے' علم تسخیر کائنات کا ذریعہ اور انسان کی آزادی کا زینہ ہے' ہزاروں کی غلامی سے نجات کا راستہ ایک ذات کی غلامی سے ہو کر گزرتا ہے' اس ذات کی غلامی' غلامی نہیں بلکہ پروانہ آزادی ہے اور وہ ہے معلم اول کی غلامی' جس نے انسان کو علم عطا کیا ہے۔

یہ ہے ''علم صحیح'' کی بنیادیں' انہی بنیادوں پر انسان کی تہذیب وتمدن اور حکومت وسلطنت قائم رہ سکتی ہے۔

قرآن حکیم اصولاً ایک منزل من اللہ ضابطہ ہدایت ہے' اس کا علم ایک طرف بنی نوع انسان کو فلاح دارین کا راستہ دکھاتا ہے' اس کی تدبیریں بتاتا ہے' پچھلے زمانوں میں اس علم کی تشریح کے لئے انبیاء و مرسلین آتے رہے ہیں' اب یہ ذمہ داری علماء' مصلحین اور مجددین کے کاندھوں پر ہے۔

یہ علم دنیاوی زندگی کو خوشحال بنانے کے گر بھی بتاتا ہے اور حدود میں رہ کر ''تمتع بالکائنات'' کی دعوت دیتا ہے' تسخیر کائنات کی ترغیب دیتا ہے' لہٰذا وہ ان تمام علوم کی ہمت افزائی کرتا ہے جو ''تمتع بالکائنات'' اور ''تسخیر کائنات'' میں ممد ومعاون ہو سکتے ہیں۔

علم سائنس اور تسخیر کائنات:

قرآن کریم بار بار بندوں کی ہمت افزائی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ومافیہا کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے:

''وسخر لکم مافی السموٰت ومافی الارض جمیعا منہ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون۔'' (الجاثیہ:۱۳)

ترجمہ: ''اور مسخر کر دیا تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے' سب کچھ اپنی طرف سے' اس میں نشانیاں ہیں' ان لوگوں کے واسطے جو اس میں غور وفکر کرتے ہیں۔''

اس قسم کا مضمون قرآن کریم میں دسیوں جگہ آیا ہے' لیکن کائنات کی جاندار اور بے جان قوتوں کی تسخیر ان سے براہ راست کشتی لڑ کر نہیں کی جا سکتی' ہاتھی کو اٹھا کر پٹکا نہیں جا سکتا' صرف آنکس کے ذریعہ قابو میں لایا جا سکتا ہے' دریا کے پُر زور بہاؤ کا رخ ہاتھوں کی قوت سے نہیں موڑا جا سکتا' صرف ٹربائین کے ذریعہ اس کی توانائی کو بجلی کی شکل میں ذخیرہ کیا جا سکتا ہے' پہاڑ کو گھونسوں سے نہیں توڑا جا سکتا' صرف ڈائنامیٹ کے ذریعہ اڑا کر اس میں سرنگیں بچھائی جا سکتی ہیں' اسی کا نام ''تسخیر کائنات'' ہے یعنی کائنات کی پوشیدہ قوتوں سے واقف ہو کر انہیں حسب منشاء استعمال کرنے کی قابلیت اور انہیں پوشیدہ قوتوں کی واقفیت کو باقاعدہ منظم کرنے کا نام ''علم طبیعی'' اور ''نیچرل سائنس'' ہے۔

علم فلکیات:

متمدن زندگی کے لئے وقت کی اہمیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے' چنانچہ مشہور جرمن مورخ اسپنگر پچھلی تہذیبوں پر یورپ کی تہذیب حاضرہ کی برتری کا راز اس کے شدید احساس زمان میں مضمر بتاتا ہے' قرآن کریم نے مظاہر فلکی کے بامقصد مشاہدہ کے لئے اپنے متبعین کی ہمت افزائی کی ہے:

''ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب'' (آل عمران:۱۹۰)

ترجمہ: ''بے شک زمین اور آسمانوں کی پیدائش اور رات اور دن کے باری باری آنے میں ہوش مند لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔''

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تباہی ہے اس کے لئے جو آیت کریمہ کی منہ سے تلاوت کرتا ہے' مگر اس کے معنی ومفہوم پر غور نہیں کرتا ہے۔''

جو شخص ہیئت اور تشریح کے علوم سے ناواقف ہو' امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ وہ معرفت باری میں ناقص ہے۔ حکیم ابوالحسن انیری مشہور شاعر اور ہیئت داں عمر خیام کو بطلیموس کی ایک کتاب پڑھا رہے تھے' وہاں سے ایک فقیہ کا گزر ہوا' اس نے پوچھا: کیا پڑھا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''افلم ینظروا الی السماء

باقی صفحہ۲۱پر

تعلیمات نبویؐ

نبوی تعلیمات و اخلاق

محمود حسن حسنی

صلہ رحمی:

صلہ رحمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بڑا پاس ولحاظ رکھتے تھے۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ”ایک شخص نے پوچھا کہ مجھے ایسا عمل بتادیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرتے رہو‘ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ‘ اور نماز پڑھتے رہو‘ زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔“

مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے صلہ رحمی کے ساتھ بتوں کے توڑنے کے ساتھ بھیجا اور یہ کہ اللہ کی توحید بیان کی جائے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

ایک صحابی کو اپنا قیمتی مال دے دلا کر ختم کرتا تھا‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایما ان کو یہ بتایا کہ اسے عزیزوں میں دیں۔

اہل وعیال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے‘ ان کی ضروریات کی تکمیل کی فکر رکھتے تھے‘ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک موقع پر صراحت سے یہ فرمایا کہ: تم اپنے ورثہ کو مالدار چھوڑ کر جاؤ‘ یہ بہتر ہے اس سے کہ تم انہیں محتاج چھوڑو‘ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں‘ اور تم جو بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کروگے اجر پاؤ گے‘ یہاں تک کہ اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دو اس پر بھی اجر ملے گا۔

بیوی پر شوہر کے جو حقوق بنتے ہیں ان کی بھی تعلیم دی‘ یہاں تک کہ یہ فرمایا کہ اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کو کہتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور یہ بھی فرمایا کہ جو خاتون اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو وہ جنتی ہے‘ گھر والوں کے تعلق سے یہ بات بھی فرمائی: ”تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں میں بہتر ہو۔“

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے شوق و جذبات کی بھی رعایت رکھتے تھے‘ اور سخت گیر واقع نہیں ہوتے تھے‘ البتہ تعلیم وتربیت کے عمل کو بھی جاری رکھتے تھے۔

تربیت اولاد میں آپ کا انداز و اسلوب حکیمانہ ہوتا تھا‘ جیسے نماز کا عادی بنانے کے لئے سات سال کی عمر سے شوق دلانے اور دس سال کی عمر میں کوتاہی پر تادیب کرنے کی بات فرمائی اور اس عمر میں پہنچ جانے کے بعد ایک بستر پر سلانے سے منع فرمایا‘ کھانے پینے میں بھی بچوں کو نظر انداز نہیں فرماتے‘ اور اس میں نامناسب عمل کو دیکھتے تو روک ٹوک کرتے‘ حضرت حسن چھوٹے تھے نامناسب چیز منہ میں رکھ لی‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو منع فرمایا اور فرمایا کہ اس کو (منہ سے) نکالو‘ تم کو معلوم نہیں ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے‘ اسی طرح ایک بچہ کا جو آپ کی کفالت میں تھا‘ پلیٹ میں ہاتھ ادھر ادھر چل رہا تھا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا‘ اور فرمایا: بسم اللہ کرو‘ داہنے ہاتھ سے کھاؤ‘ اور سامنے سے کھاؤ۔

کمزور ومعذور افراد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمزور اور معذور افراد کا بڑا خیال فرماتے تھے‘ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اس کی تعلیم دیا کرتے تھے‘ جب کبھی ایسا ہوا کہ کسی مصلحت کی وجہ سے کسی صحابی نے جماعت صحابہ کرامؓ کے کمزور لوگوں کے مقابلہ میں قریش کے بااثر لوگوں کی طرف دھیان دیا‘ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا اور کمزور افراد کی دل جوئی کا بڑا خیال رکھا‘ ایک موقع پر ایک مالدار صحابی کو کمزور حیثیت کے صحابہ کرامؓ پر اپنی برتری کا خیال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال کو بھی باقی نہیں رہنے دیا اور فرمایا:

”ھل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم“ (بخاری)

”تمہاری نصرت ہوتی ہے اور تمہیں رزق ملتا ہے‘ تمہارے انہی کمزور

(اورمعذور)افراد کے طفیل۔"

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت بیان کی، بیوہ اور بہنوں کی پرورش کرنے والے کو بشارت دی، بیوہ عورت اور غریب ومحتاج شخص کی فکر و کوشش کرنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کا مرتبہ دیا، دعوتوں خصوصاً ولیمہ کی دعوت میں غریبوں کو پوچھے جانے پر زور دیا، اور ہر موقع پر ان کا خیال رکھا، ان کی دل داری کا بھی دھیان رکھا۔

پڑوسی:

پڑوسیوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات بہت واضح اور صریح ہیں، مثلاً ماکولات و مشروبات میں ان کا خیال، زمین جائیداد میں ان کا حق، دین میں ان کی رعایت، ہر معاملہ میں ان سے اچھے برتاؤ کرنے کی نبوی تعلیمات میں تاکید کی گئی ہے، اور یہ سب پڑوسی کے حقوق ہیں۔

ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ: "جو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔" (بخاری ومسلم)

تکلیف نہ ہی جسمانی ہو نہ ہی ذہنی ہو، پڑوسی کی نوعیتیں الگ الگ ہیں: برتاؤ میں نوعیت کا بھی خیال رکھا جائے، اس میں بھی ہمارے لئے اسوۂ نبوی موجود ہے۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی کی احادیث مبارکہ میں بڑی تاکید آئی ہے، مہمان کے اکرام اور اس کی خاطر و تواضع کو کہا گیا ہے، ایک رات کی ضیافت کو مہمان کا حق قرار دیا گیا ہے، اور اصل ضیافت تین دن کی قرار دی گئی ہے اور اس میں بھی ایک دن اور ایک رات خصوصیت کے ہیں۔

میزبان کے لئے جہاں تاکیدات ہیں، وہیں مہمان کے لئے بھی ہدایات ہیں، وہ یہ کہ مہمان مہمان ہی کی طرح رہے وہ مقیم نہ بن جائے، میزبان کو بلاوجہ زحمت میں نہ ڈالے اس کے کاموں میں رخنہ انداز نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کا ایسا مزاج تشکیل دیا تھا کہ وہ مہمان کی آمد سے بڑے ہی مسرور ہوتے اور مہمان نوازی کے لئے منافست کی نوبت آنے لگتی، مہمان کی خاطر اپنا کھانا پینا مؤخر کردیتے اور مہمان کو مقدم رکھتے، اور ایسا بھی ہوا کہ جو کچھ تھا مہمان کے لئے پیش کردیا اور خود بھوکے رات گزاردی۔

شفقت علی الخلق:

ساری مخلوق پر شفقت وترحم یہ بھی نبوی اخلاق ہے، آپ نے ہی یہ بشارت دی کہ رحم کرنے والوں اور مہربانی سے پیش آنے والوں پر رحمن مہربان ہوتا ہے، جو زمین پر ہیں، ان پر رحم کرو، جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا، اور یہ بھی فرمایا کہ جو رحم نہیں کیا کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، اور ایک صحابی نے دریافت کیا کہ خادم کو کتنی معافی دی جائے؟ فرمایا: ستر بار روز، اسی طرح کسی کو دیکھا کہ غلام کو کوڑے سے مار رہے ہیں، فرمایا: اللہ اس سے کہیں زیادہ تم پر قدرت رکھتا ہے، جتنی قدرت اور زور تم اس غلام پر رکھتے ہو، اسی طرح ایک موقع پر وعید سنا کر ڈرایا بھی کہ جو لوگوں کو دنیا میں عذاب میں مبتلا کرتے ہیں انہیں اللہ عذاب دے گا۔

جانوروں کے سلسلہ میں بھی اچھے برتاؤ کی ہدایات دیں اور یہ واقعہ سنایا کہ ایک عورت کو اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس کے پاس بلی تھی اسے اس نے کھلایا پلایا نہیں اور نہ کھانے پینے کے لئے ادھر ادھر جانے دیا اور ایک واقعہ اس کے برعکس سنایا کہ ایک شخص کو راستہ میں شدید پیاس لگی، اس نے کنویں سے پانی نکالا اور پیا پھر دیکھتا کیا ہے کہ کتا پیاس کی شدت سے گیلی مٹی کھا رہا ہے، اس شخص نے کنویں سے پانی لے کر اسے بھی پلایا، اللہ کو اس شخص کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس کی مغفرت فرمادی، صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا بہائم (جانوروں) کے تعلق سے بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ فرمایا: ہر جاندار چیز میں اجر ہے، اسی طرح جانوروں کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تعلیم دی کہ ان پر سوار ہو تو مناسب طریقہ سے ہو، ان کو کھاؤ تو مناسب طریقہ سے کھاؤ اور بھی ہدایات اور تعلیمات ہیں، یہاں تک کہ ذبح کئے جانے والے جانوروں کے سلسلہ میں یہ ہدایت کی کہ ذبح کرتے وقت چھری تیز کرلی جائے، یہ سب اس لئے تھا کہ جانوروں کو بھی بلاوجہ اذیت نہ پہنچے۔

نیک صحبت اور اچھا ماحول:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک صحبت، اچھے ہم نشینوں، سازگار ماحول کی اہمیت وضرورت، مثالوں اور مختلف طریقوں سے باور کرائی ہے، ان کے جو غیر معمولی اور غیر شعوری اثرات مرتب ہوتے ہیں اور انسان کے مستقبل پر اثر انداز ہوتے ہیں، اس کی طرف احادیث میں توجہ دلائی گئی ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تم میں سے جس کو دوستی کرنی ہو وہ پہلے دیکھ لے کہ کس سے دوستی کرنے جارہا ہے؟

اسی لئے شادی میں بھی اس کا خیال رکھنے کو کہا اور اس قانون کو بہترین مال قرار دیا جو اپنے ایمان کے ساتھ اپنے شوہر کے ایمان میں معین ومددگار ہو، اسی طرح عورت کے نکاح میں جو چیزیں دیکھی جاتی ہیں، ان میں دین دیکھے جانے کی صورت میں کامیابی کی بشارت دی۔

☆☆ ....☆☆

رسالت کا پیغام

اور دنیا کو اس کی ضرورت!

بلال عبدالحی حسنی

جن کے سامنے دنیا کی تاریخ ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ دنیا ایک جیسی کبھی نہیں رہی، اس میں ہزاروں انقلابات آئے، نشیب و فراز ہوئے، انسانیت کبھی اپنے عروج کو پہنچی اور کبھی درندگی نے سارے حدود پار کر لئے، تاریخ عالم کے صفحات جس طرح عدل و انصاف کے حیرت انگیز واقعات سے روشن ہیں اسی طرح ظلم و استبداد کی کہانیوں سے شرمسار بھی، یہ سب کچھ ہوا اور قیامت تک ہوتا رہے گا انصاف و ظلم اور حق و باطل کی جنگ ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی، یہ جنگ اندر بھی جاری ہے اور باہر بھی اور اگر اسباب ور اسباب حقیقت تک رسائی حاصل کر لی جائے تو اندازہ یہ ہوتا ہے کہ باہر کے یہ سارے معرکے اندر کی کشمکش کا نتیجہ ہیں، مسئلہ صرف ان معرکوں کا نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق و انصاف کا بول بالا کیسے ہو، بھٹکے ہوئے انسانوں کو انسانیت کے راستہ پر کیسے لایا جائے؟ اس کیلئے اگر رہنمائی مل سکتی ہے تو صرف اور صرف آسمانی ہدایات میں۔

حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتارے گئے اور اس ہدایت کے ساتھ اتارے گئے کہ اس زمین پر جس کو اللہ نے بنی آدم کے لئے سنوارا، آدم کی اولاد اس میں بگاڑ نہ پیدا کرے، ظلم و ناانصافی نہ کرے، اور ان ہی آسمانی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارے جو حضرت آدم لے کر آئے۔

پھر جب انسان نے وہ آسمانی ہدایات فراموش کیں تو اللہ تعالیٰ نے انہی انسانوں میں سے اپنے برگزیدہ بندوں کا انتخاب کیا، اعلیٰ انسانی اخلاق کا ان کو نمونہ بنا کر ان پر وحی بھیجی اور گم کردہ راہ انسانیت کو ان کے ذریعہ سے ہدایت بخشی، سینکڑوں ہزاروں سال یہی سلسلہ چلتا رہا، لیکن جب ظلم و استبداد نے سارے حدود پار کر لئے، ساسانی اور بازنطینی سلطنتوں میں انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جانے لگا، جس کی آخری ظالمانہ شکل مورخین نے یہ لکھی ہے کہ بڑی دعوتوں میں راتوں کو روشنی کرنے کی ایک گھناؤنی شکل یہ بھی اختیار کی جاتی تھی کہ کسی غلام کو باندھ کر اس کے کپڑوں میں آگ لگا دی جاتی اور اسی کی روشنی میں لوگ کھانا کھاتے تھے، پھر سنگ دلی کی انتہا یہ تھی کہ جب وہ غلام دم توڑنے لگتا تو لوگ اس کی جانکنی سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس پر ٹوٹے پڑتے تھے، جو اس درجہ اپنے نفس اور اپنی عادتوں کے غلام بن چکے تھے کہ مر جانا منظور تھا لیکن مٹی کے برتن میں پانی پینا گوارا نہ تھا، عربوں میں بعض بڑی خوبیاں تھیں، لیکن ان کی بھی شقاوت کا اندازہ صرف اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک صحابی اچانک بیٹھے بیٹھے بے ہوش سے ہونے لگے، ہوش آنے پر لوگوں نے سبب پوچھا تو انہوں نے اسلام سے پہلے کا اپنا واقعہ رو رو کر سنایا:

"میرے گھر میں بیٹی کی ولادت ہوئی جو میرے لئے کسی تازیانہ سے کم نہ تھا، کسی وجہ سے میں نے اس کو گوارا کر لیا، دو تین سال میں وہ مجھ سے مانوس ہوئی، مگر شیطان نے اپنا کام کیا، ایک روز میں چپکے سے اس کو لے کر گیا تاکہ چھٹی حاصل کر لوں، میں نے گڑھا کھودا، اس کو گڑھے میں کھڑا کیا، مٹی ڈالنی شروع کی، وہ معصوم اس کو کھیل سمجھ کر ہنستی کھیلتی رہی، لیکن جب گڑھا پٹنے لگا تو اس کو تکلیف شروع ہوئی، بے چاری رو رو کر فریاد کرنے لگی، مگر میں پرواہ کئے بغیر اس پر مٹی ڈالتا رہا، آج بھی جب مجھے اس کا خیال آ جاتا ہے تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگتی ہے۔"

اس تیرہ و تار ماحول میں ختم نبوت کا آفتاب فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوا، جن کے دلوں میں روشنی تھی ان کی آنکھیں کھل گئیں اور جو تاریکی کے خوگر ہو چکے تھے ان کی آنکھیں چوندھیانے لگیں، انہوں نے آفتاب کی روشنی کو گل کرنا چاہا اور جب یہ نہ کر سکے تو اپنے آپ کو تاریکیوں میں چھپانے لگے، اپنی عورتوں اور بچوں کو اس روشنی سے بچنے کی تلقین کرتے، مگر جس پر بھی نبوت کا نور پڑ گیا وہ روشن ہو گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آتے رہے اور اپنے اپنے زمانوں میں نور کی قندیلیں روشن کرتے رہے، لیکن مرور زمانہ سے وہ روشنیاں اتنا مدھم پڑ گئیں کہ راستے اوجھل ہو گئے، قومیں گرتی پڑتی سفر کرتی رہیں، جدھر جس کا رخ ہو گیا وہ بڑھتا گیا، منزل سے دور ہوتا گیا، لیکن اپنے راہ و رسم میں ایسا مست ہوا کہ طلوع آفتاب کے بعد بھی شاہراہ اسلام اس کی نگاہوں سے اوجھل رہی

اور کسی نے ہاتھ پکڑ کر بھی راستہ بتانا چاہا تو اس نے ہاتھ جھٹک دیا' ہاں ان میں بہت باشعور بھی تھے جن کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا' انہوں نے راہ بر کو مسیحا جانا اور اپنی منزل کی طرف لوٹ آئے۔

آج دنیا کی قوموں کا حال ان بدمست قافلوں کا ہے جس کو نہ راستے کا پتا نہ منزل کا لیکن وہ جہل مرکب کا شکار ہیں ان کو اپنے علم و دانائی پر ناز ہے' حقیقی منزل سے بے خبر ہوتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کا استاد مانتے ہیں۔

کسی بڑے فلاسفر کو یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ روح کے بارے میں تحقیق پیش کرے' بیچارہ بیس سال سر کھپاتا رہا' اربوں ڈالر خرچ کر دیئے گئے نتیجہ صفر تھا لیکن اپنے جہل پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے یہ تحقیق پیش کر دی کہ روح نکل کر ایک خاص سیارہ میں چلی جاتی ہے' اس بے چارہ سے کوئی پوچھے کہ وہ سیارہ کہاں ہے' روح وہاں جا کر کیا کرتی ہے' اور یہ روح نکلتی کیوں ہے اور اس کا کوئی وقت متعین کیوں نہیں' اور سارے سوالات کے بعد اس کی عقل حیران ہے۔

جواب اگر ہے تو احساس جہل میں ہے' اس کی کنجی تو حضرات انبیاء کے پاس ہے' ان جہالتوں کے تالے تو نبی آخر الزماں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولے ہیں' جب تک ان کے نقش پا کو خزانہ علوم نہیں سمجھا جائے گا اس وقت تک یہ دنیا انہیں تاریکیوں میں بھٹکتی اور بھٹکاتی رہے گی' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو سو رہا ہو اس کو جگا دیا جائے لیکن جو سوتا بنا ہوا ہو اس کو کون بیدار کر سکتا ہے؟

ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و بعثت پر ایسا ہی یقین رکھتے ہیں جس طرح وہ اپنی اولاد کے بارے میں جانتے ہیں' بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن وہ بینا ہو کر بھی نابینا ہیں اور پھر طرہ یہ کہ پوری دنیا کو اندھا کر دینا ان کا مشن ہے' پوری دنیا کے حق میں یہ وہ خونخوار بھیڑیئے ہیں کہ اگر دنیا نے ان سے حفاظت کا سامان نہ کیا تو وہ اسی طرح گلۂ انسانی کو برباد کر کے رکھ دیں گے' جیسے خونخوار بھیڑیا بھیڑوں اور بکریوں کے گلہ کو کرتا ہے۔

ایسی خطرناک صورت حال میں بڑی بیدار مغزی کی ضرورت ہے' بھیڑیئے چند ہی ہوتے ہیں' امت اسلامیہ ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کو ان سے خبردار کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ جس طرح ساڑھے چودہ سو سال پہلے انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل مراد تک پہنچایا تھا' آج بھی وہی ہدایات آسمانی جس کا سرچشمہ صرف اور صرف ذاتِ نبوی تھی' وہی ہدایات اور اسی ذات کی دی ہوئی تعلیمات اور بتائے ہوئے راستہ میں نجات منحصر ہے' انسان اپنے لئے اگر نمونہ تلاش کرتا ہے تو انسانوں ہی میں کرتا ہے' فرشتے جو کر سکتے ہیں وہ انسان نہیں کر سکتا' فطرت انسانی کے سانچے میں ڈھل کر ہی انسان انسان بنتا ہے' اس فطرت انسانی کا اعلیٰ ترین مظہر ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے' جن کو اس اٹھان پر خود خدا نے اٹھایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"ادبنی ربی فاحسن تادیبی
وعلمنی فاحسن تعلیمی۔"

"میرے رب نے مجھے آداب سکھائے اور خوب سکھائے' تعلیم دی اور خوب دی۔"

صاف اعلان کر دیا:

"لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ
اسوۃ حسنۃ۔"

"تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔"

یہ صرف اس امت کی خصوصیت ہے اور یہ خصوصیت خود ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے کہ اس امت نے اپنے نبی کے بارے میں نہ افراط سے کام لیا نہ تفریط سے' نہ محبت میں کمی کی اور نہ ہی خدا کا بیٹا بنا دیا' جیسا کہ دوسری قوموں نے کیا' عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتایا اور یہودیوں نے ایک نبی پر (جو خود ان کے مورث اعلیٰ بھی ہیں) الزام تراشیاں کیں جو ان کی مذہبی کتابوں میں موجود ہیں' امت محمدی اس افراط و تفریط سے محفوظ رہی۔

یہی توازن اطاعت کا معیار اور محبت کی جان ہے' جو بھی اس حقیقت سے بے بہرہ ہوا وہ بھٹک اور بھٹکتا چلا گیا اور غیروں کے راستہ پر پڑ گیا۔

آج رسالت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ دو باتیں بڑی اہم ہیں' ایک اس میں توازن قائم رکھنا' خود فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"لا تطرونی کما اطرت
النصاریٰ عیسیٰ بن مریم...... الخ۔"

"میرے بارے میں ایسا غلو نہ کرنا جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا' میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں تو تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہنا۔"

اس کے ساتھ امت کی یہ بھی ذمہ داری ہے اور یہ اس کے ایمان کا حصہ ہے کہ محبت و فدائیت اس کا شعار رہے' اپنی جان و تن قربان کرنے کا جذبہ بیدار رہے اور ہر امتی آپ کے ناموس کے لئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات کی حفاظت کے لئے مضطرب اور بے قرار رہے' یہی اس امت کی پہچان ہے اور وحدت امت کی بقاء کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

مغربی قوموں نے یہ حقیقت سمجھ لی ہے' اسی لئے آج ان کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے کہ نبی سے اس امت کے تعلق کو کمزور کیا جائے' بہت سے خالص مغرب زدہ نام نہاد مسلمان آلۂ کار بن چکے ہیں' لیکن:

"ہوشیار اے ملت بیضائے ما!"

☆☆............☆☆

دینی مدارس اور عصری درسگاہوں کے

نصابِ تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت

مولانا سیّد محمد رابع حسنی

دنیا کے مشرقی علاقوں میں جہاں خاص طور پر مسلمانوں کی بڑی آبادیاں اور حکومتیں رہی ہیں' گزشتہ دو تین صدیوں کے مغرب کے استعماری غلبہ و اقتدار نے مسلمانوں کو سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں جو نقصان پہنچایا اس کی تلخی اور اس سے جو نقصان ان کے سیاسی اور اقتصادی میدان میں ہوا' وہ کسی سے مخفی نہیں ہے' لیکن اس غلبہ و اقتدار کے ذریعہ مسلمانوں کے مذہبی عقیدہ اور ان کے صالح فکر و رجحان کو مغرب کے استعماری غلبہ نے جو نقصان پہنچایا وہ دیگر نقصانات سے کم نہیں ہے' مسلمانوں کا تعلیمی نظام جو ان کے مذہبی اور ثقافتی قدروں کو تقویت پہنچاتا تھا' اس کو مغربی اقتدار نے اس کے بالمقابل اپنی مصلحتوں اور مغربی قدروں پر مشتمل تعلیمی نظام کے ذریعہ مغلوب کرنے کی پوری کوشش کی اور اپنے مغربی تعلیمی نظام سے ایسے افراد تیار کرنے شروع کئے جو مسلمانوں کے ملی رجحانات اور مذہبی تعلیمات کے برخلاف مغربی رجحانات اور تصورات کے حامی بلکہ وکیل ہوں' مغرب کے یہ رجحانات اور تصورات زندگی' آخرت کے عقیدہ اور تصور کو بالکلیہ نظر انداز کردینے اور زندگی کا سارا نفع و ضرر صرف اسی دنیا کی زندگی میں محدود رکھنے کا حامل بنتے ہیں' حالانکہ ہمارا اسلامی تصورِ زندگی صرف اس دنیا کے نفع و ضرر پر منحصر نہیں' وہ آخرت کے عقیدہ اور زندگی کے اعمال میں آخرت کی خیر و عافیت طلب کرنے کا بھی حامل ہے' وہ دنیا میں کئے جانے والے اعمال پر محاسبہ کئے جانے اور اس محاسبہ کے لئے ضروری فکرمندی اور احتیاط کے اختیار کرنے کی ضرورت کا حامل ہے' اس طرح دونوں تصور یعنی زندگی کا مغربی تصور اور اس کے مقابلہ میں اسلامی تصور ایک دوسرے کے برخلاف ہوجاتے ہیں' زندگی کے یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف تصور ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے' مغربی تصور صرف دنیاوی نفع و ضرور پر مشتمل ہے جو کہ صرف ایک طرفہ ہے' لیکن اسلام جو تصور دیتا ہے وہ دنیا اور آخرت دونوں کو جمع کرنے کا تصور ہے' اس میں آخرت کی فکر کو زیادہ اہمیت حاصل ہے' کیونکہ آخرت کی زندگی انتہائی طویل بلکہ نہ ختم ہونے والی ہے' اس کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کم مدت کی ہے' اسلام نے اس کی درستگی اور اس کے فائدہ کے لئے بھی فکر کرنے کی اجازت دی ہے' بلکہ آخرت کی فکر کے ساتھ ساتھ دنیا کی فکر کو بھی حسب ضرورت اور فطرت کے جائز تقاضوں کے تحت ضروری قرار دیا ہے۔

مغربی استعمار کے عقلاء نے جو نظام تعلیم ہر جگہ عائد کیا ہے' وہ اس کے یکطرفہ صرف دنیاوی تصور کا حامل ہے' یہ نصاب جب جاری ہوا تو اس نے ایک صدی کے عرصہ میں مسلمانوں کی نئی نسل کو بہت متاثر کیا اور ان کے ذہنوں کی تشکیل خاصی حد تک اپنے فکر و رجحان کے مطابق انجام دی اور چونکہ عوام الناس اپنے سطحی ذہن کے سبب دنیاوی کامیابی کو صرف حکومت کے سرپرستی والے نظام ہی میں منحصر سمجھتے ہیں' اس لئے ملک کے عامۃ الناس اور ایسے دانشور جن کے ذہن میں آخرت کا تصور مضبوط نہیں ہے' صرف اسی کی طرف ہوئے اور اس میں دینی لحاظ سے کچھ جو منفی اثرات ہوتے ہیں مسلمانوں کی مذہبی تعلیمات اور عقائد و اقدار کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کو دھیان میں نہیں لاتے۔

رائج تعلیمی نظام کا یہی وہ پہلو ہے جس کو دھیان میں رکھتے ہوئے غیرت اسلامی کے حامل مسلمانوں نے مذہبی تعلیمات کے لئے ایک خطرہ محسوس کیا اور اسی کے تدارک کے لئے اس سے علیحدہ اور اسلام کے دینی تقاضا کے لحاظ اپنا مخصوص نظام تعلیم جاری کیا اور اس کے ذریعہ دینی خطرہ کے تدارک کی کوشش کی اور اپنے مخصوص مدرسے قائم کئے' جن میں اسلامی تعلیمات کے بنیادی مضامین موثر اور تفصیلی انداز میں رکھے' تاکہ ان کے ذریعہ ایسے افراد تیار ہوں سکیں جو مغرب کے مادی اور استعماری فکر کے اثرات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرسکیں اور امت اسلامیہ کے دینی تشخص اور زندگی کے صالح تصور کو جس حد تک ہوسکے بچانے کا کام کرسکیں' اور اس سے ایسے علماء تیار ہوں جو حالات اور زمانہ کے بدلتے ہوئے انداز کو سامنے

رکھتے ہوئے امت مسلمہ کی مذہبی خصوصیت کی بقا کے لئے ضروری اور مناسب حد تک جدوجہد کریں' تاکہ مسلم عوام اسلام کی تعلیمات سے محروم نہ ہوں' بلکہ ان کو ایسی رہنمائی ملے جس سے وہ زندگی کو اسلامی اقدار کے مطابق استوار رکھیں' چنانچہ ملک کے علمائے دین نے ایسے دینی مدارس قائم کئے جو مادی وسائل کی تنگی کے باوجود اہل اسلام کو ان کے دینی ثقافہ سے واقف کراتے اور علوم دینیہ اور اس کی ضرورت کے مطابق ان مدارس کو چلاتے رہے' مسلمانوں کا مذہب سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر عوام کی طرف سے علماء کرام کی کوششوں کو عام طور سے سراہا گیا اور پسند کیا گیا اور ان کے برعکس مغربی نظام کے پروردہ لوگوں نے علماء سے اور ان کے تعلیمی نظام سے اختلاف کیا اور اس کو غیر ضروری کام قرار دیا۔

بہر حال ایک طرف مغربی نظام تعلیم نے دین سے بے توجہی اور زندگی کی آزادی کا ذہن بنایا' دوسری طرف اس کے مقابلہ میں علمائے دین سے جو ہوسکا وہ انہوں نے اپنے دینی مدارس کے ذریعہ انجام دیا' جس کو مغربی نظام تعلیم کے پروردہ حضرات فرسودہ نظام تعلیم ہونے کا طعنہ دیتے رہے' اور زندگی کی دنیاوی ترقی اور بہتری کے عنوان سے اپنے مغربی نظام تعلیم کی برتری ثابت کرتے رہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ مغربی فکر کے حامل نظام تعلیم نے دینی تعلیمات اور اقدار کے لئے جو خطرہ پیدا کیا' اس کے مقابلہ کے لئے مذہبی علوم میں پختگی اور وسعت رکھنے والوں کی ایک تعداد کا ہونا ضروری تھا' جو مسلمانوں کے عقیدہ و مذہب اور اس پر آنے والے خطرہ کا مقابلہ کرسکیں' اس کام کے لئے اسی کے مطابق علوم میں مہارت کے لئے ان کو بھی یکسوئی کے ساتھ حاصل کرنا ضروری تھا' اس لئے اس کے حاصل کرنے والوں کو اس کے ساتھ بھی اپنے کو مخصوص کرنا پڑا' اسلامی تعلیمات کی بقاء کے لئے ہمارے یہ دینی مدارس ایک ضروری تعداد میں قائم کئے جانا لازمی تھے' البتہ اجتماعی زندگی کے جائز تقاضوں کے تعلق سے جو دیگر موضوعات ہیں جن میں زندگی کی دنیاوی ضروریات و مسائل مثلاً تاریخ' جغرافیہ' ریاضی اور لسانیات اور زندگی کے نظم و انتظام کے معاملات تو ہمارے دینی مدارس نے ان کو بالکلیہ نظر انداز نہیں کیا' بلکہ ان سے بھی بقدر ضرورت واقفیت پیدا کرنے کے لئے مذہبی علوم کی تعلیم کے ساتھ اضافی طور پر ذرائع کی حیثیت سے داخل نصاب کیا' انہیں اپنے نصاب میں ان کے لئے جو جگہ نکالی جاسکتی ہے' اس کو بھی نکالنے کی کوشش کی ہے' لیکن یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ ہمارے دینی مدارس کا جو دینی نصاب ہے وہ اتنی مقدار میں ہے کہ اس کے ساتھ ہر طرح کے علوم زیادہ مقدار میں شامل نہیں کئے جاسکتے' لیکن ان میں سے جو واقعی ضروری ہیں ان کا انتخاب ان کی ضروری مقدار میں داخل کرنے کی فکر کی گئی' البتہ ان کا انتخاب ہمارے ان علماء ہی کے کرنے کا ہے جو اپنے وسیع دینی علوم کے ساتھ وقت اور زندگی کی لازمی ضرورت کے علوم سے واقفیت رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ندوۃ العلماء کی انجمن نے جو آج سے سوا سو سال پہلے قائم کی گئی تھی قدم اٹھایا تھا' اس کی طرف سے اولاً اس بات کی دعوت دی گئی تھی کہ علوم دینیہ کی اقسام اور مقدار نصاب کم کئے بغیر وقت اور تقاضائے حیات سے تعلق رکھنے والے مضامین کو بھی نصاب میں جگہ دی جائے' پھر دارالعلوم قائم کرکے اس کا تجربہ شروع کیا تھا' جس کو شروع میں ہمارے مذہبی تعلیم کے دیگر مدارس اختیار کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہوئے عمل میں نہیں لائے' اس کی وجہ سے بڑی حد تک ملک میں قائم نظام تعلیم دو علیحدہ علیحدہ شعبوں میں منقسم رہتے ہوئے چلتا رہا' ایک خالص دینی دوسرا خالص دنیاوی' اسی کی وجہ سے امت کے تعلیم یافتہ حضرات دو علیحدہ علیحدہ راستوں میں چلتے رہے اور ایک دوسرے سے دور رہے' لیکن اب کچھ عرصہ سے اکثر دینی مدارس تعلیم کے دونوں پہلوؤں کو جمع کرنے کی سعی کرنے لگے ہیں' اور یہ ماننے لگے ہیں کہ مختلف الجہت طبقوں کے درمیان تعاون اور قربت کی ضرورت ہے' اور یہ ضرورت ہمارے دینی مدارس کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہے' اس کے لئے ہمارے ان مدارس اور عصری تعلیم کی درسگاہوں دونوں کو اپنا طریقہ فکر بدلنا ہوگا' محض مدارس دینیہ میں عیب نکالنا اور ان کو تبدیلی کا مشورہ دینا اور اپنے نظام کی کمزوریوں کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا' مسلمانوں کی عصری درسگاہوں کو بھی اسلامی تعلیمات سے وابستہ رکھنے کے لئے دین کے ضروری مضامین کو اپنے نظام تعلیم میں شامل کرنا ہوگا تاکہ ان درسگاہوں سے تعلیم حاصل کرنے والے بھی اسلام کے عقیدہ و خیال سے وابستہ رہیں اور مغربی فکر و خیال میں گم ہوکر یہ کہ ''درکان نمک نمک شد'' نہ ہوجائیں' اسی کے ساتھ یہ ضرورت بھی ہے کہ ہمارے دینی مدارس اپنے نصاب میں سماجی اور بشری ضرورتوں سے واقف کرانے والے مضامین بھی شامل کریں' نیز ذرائع کی حد تک تعلیم کے نظم و انتظام کے جدید تجربوں سے حاصل طریقوں سے بھی فائدہ اٹھائیں کہ: ''الحکمۃ ضالۃ المؤمن فأین وجدھا فھو احق بھا۔'' لیکن یہ اس طرح ہو

کہ ہمارے دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے مذہبی علوم میں وسعت وپختگی میں کمی نہ آئے تاکہ دینی اور اخلاقی ضرورتوں کے لئے امت کو برابر اچھے رہبر ملتے رہیں‘ بہرحال نصاب میں تغیر کی دعوت کے تعلق سے دونوں باتوں کی طرف توجہ کی ضرورت ہے‘ بلکہ شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے دینی مدارس کو اپنے نصاب تعلیم میں جدید نئے مضامین داخل کرنے کی دعوت اتنی ضروری نہیں جتنی کہ جدید تعلیمی نظام میں اسلامی تعلیمات کو داخل کرنے کی ضرورت ہے۔

انسانوں کی ذہنی اور عملی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں تعلیم کا عمل اہم نتائج پیدا کرتا ہے اور تعلیم کا عمل اساتذہ منتظمین اور علماء کی کارکردگی کے علاوہ اس عمل کے لئے نصاب و نظام کی حسب تقاضائے ضرورت تشکیل دینا بنیادی حیثیت رکھتا ہے‘ اور یہ قوم وملت‘ مقصد حیات اور مستقبل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کیا جاتا ہے‘ چنانچہ اس کو ملت کی ضرورتوں اور اس کی مذہبی اور ثقافتی قدروں کے مطابق ہونا چاہئے‘ تاکہ اس کے سانچے میں جو افراد ڈھالے جائیں وہ قوم کی ضرورتوں اور تمناؤں کے مطابق ہوں‘ مذہب و ملت کی اساسی ضرورت کی پابندی کے ساتھ ساتھ نظام ونصاب تعلیم جامد صورت کا نہیں ہوتا‘ بلکہ اس میں بدلتے حالات کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے اور اس میں دوسروں کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے‘ لیکن یہ تغیر واستفادہ ملت کے عقیدہ و مفاد اور اس کے ثقافتی اور مذہبی تشخص کو قائم رکھتے ہوئے ہوتا ہے۔

مغرب کے مشرق پر تسلط کے وقت سے ہمارے مشرق کو اس دائرہ میں خاصا نقصان اٹھانا پڑا اور یہ نقصان جاری ہے‘ یہ اس وقت تک دور نہیں ہوسکتا‘ جب تک ہم اپنی ثقافتی اور مذہبی قدروں کو نظام تعلیم میں نظر انداز کرتے رہیں گے‘ مغربی نظام میں زبان اور سماجی علوم اور انگریزی زبان کا نصاب بنانے والوں اور اس کے مطابق تعلیم دینے والوں کا جیسا ذہن وخیال ہوتا ہے‘ ان کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں پر ویسا ہی اثر پڑتا ہے اور پڑھنے والوں کی وہی ذہنی تشکیل کرتا ہے‘ اس لئے ہمارے جدید نصاب کو بھی اسلامی اقدار کے مطابق ڈھالنا ہوگا تاکہ اس کے پڑھنے والے اپنے اسلامی ذہن کو برقرار رکھ سکیں‘ اس کے بالمقابل ہمارا مذہبی نظام تعلیم امت مسلمہ کے دینی اور ثقافتی مزاج کی پوری طرح حفاظت کرنے والا نصاب ہے‘ اس کے بالمقابل مغرب کا دیا ہوا نصاب تعلیم طبعی علوم کے دائرہ میں تو منفی اثر نہیں ڈالتا ہے اور اس سے اسلامی اقدار کو خطرہ نہیں ہے‘ وہ ہمت افزائی کے لائق ہے‘ لیکن اس کا لسانیات‘ سماجی اور انسانی علوم کا حصہ مغرب کا مادی اور ملحدانہ مزاج دینے والا ہے اور وہ ہمارے ملی مقاصد اور اقدار کے برعکس ہے۔

یہی وہ اصل وجہ ہے جو ہمارے دینی مدارس کے لئے جدید نصاب و نظام تعلیم سے بے تکلف استفادہ کرنے سے مانع بنتی ہے‘ اور جب تک دونوں نظام تعلیم اپنی اپنی جگہ مناسب اصلاح و اضافہ کی طرف توجہ نہ کریں گے دونوں میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہوسکے گی‘ لہٰذا جدید نصاب تعلیم کو اپنی اصلاح کی بھی فکر کرنا ہوگی‘ اور ایسا نہ کرنے پر ملت اسلامیہ کو اپنے تشخص اور ثقافت و مذہبی قدروں سے دستبردار ہونا پڑے گا‘ لہٰذا اصلاح نصاب کی ضرورت سیکولر اداروں کے لئے بھی ہے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل کا مذہبی تشخص ختم نہ ہو اور اپنے مذہب سے بالکل ناواقف نہ رہیں۔

☆☆............☆☆

ظہور قدسی

(علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں‘ چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہوکررہ گئی ہیں۔ لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کردیئے سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا‘ کارکنان قضاوقدر کی بزم آرائیں‘ عناصر کی جدت طرازیاں‘ ماہ خورشید کی فروغ انگیزیاں ابروباد کی تردستیاں عالم قدس کے انفاس پاک‘ توحید ابراہیم‘ جمال یوسف‘ معجز طرازی موسیٰ‘ جان نوازی مسیح‘ سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شہنشاہ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز وہی ساعت ہمایوں وہی دور فرخ فال ہے ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ: ”آج کی رات ایوان کسریٰ کے کنگرے گر گئے‘ آتش کدۂ فارس بجھ گیا‘ دریائے ساوہ خشک ہوگیا“ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم‘ شوکت روم‘ اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر‘ آتش کدہ کفر‘ آذرکدۂ گمراہی سرد ہوکر رہ گئے‘ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی‘ بت کدے خاک میں مل گئے شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا‘ نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کرکے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا چمنستان سعادت میں بہار آگئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں‘ اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔“

یعنی یتیم عبداللہ‘ جگر گوشہ آمنہ‘ شاہ حرم‘ حکمران عرب‘ فرمانروائے عالم‘ شہنشاہ کونین‘ عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت واجلال ہوا: اللّٰھم صلی علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

حلم و بردباری کا فائدہ اور غصے کے نقصانات

مولانا فخر الزمان الوہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: "علم حاصل کرو اور علم کے لئے وقار اور بردباری سیکھو۔" خلیفہ چہارم شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے: "خیر یہ نہیں ہے کہ تیرا مال اور اولاد زیادہ ہو بلکہ خیر یہ ہے کہ تیرا علم اور تیری بردباری زیادہ ہو اور یہ کہ تو لوگوں پر اللہ کی عبادت کی وجہ سے فخر نہ کرے۔" جب تو نیکی کرے تو اللہ کا شکر کر اور جب تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ سے توبہ و استغفار کر۔" حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "علم سیکھو اور اس کو بردباری و وقار سے مزین و آراستہ کرو۔"

اکثم بن صیفیؒ فرماتے ہیں: "عقل کی معاون بردباری ہے اور حلم کا سردار صبر ہے۔" اور معاویہؓ نے عمر بن اہتم سے پوچھا: کون سا آدمی سب سے زیادہ بہادر ہے؟ آپ نے جواب دیا جو اپنی جہالت کو اپنی بردباری سے چھپالے پھر پوچھا کون سا آدمی سب سے زیادہ سخی ہے؟ فرمایا: جس نے اپنی دنیا کو اپنے دین کی اصلاح کے لئے خرچ کیا۔ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے رہا تھا جب وہ گالیاں دے کر فارغ ہوا تو آپؓ نے فرمایا: اے عکرمہ کیا اس آدمی کی کوئی حاجت ہے جو میں پوری کردوں؟ اس پر اس شخص نے اپنا سر جھکا لیا اور شرمسار ہو گیا۔

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فاسقوں میں سے ہیں' اس پر آپ نے فرمایا: تیری گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔

ایک رات اندھیرے میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مسجد میں داخل ہوئے اور ایک سوئے ہوئے شخص سے ٹکرا کر گر پڑے' اس شخص نے آپ سے کہا کہ کیا تو پاگل ہے؟ آپؒ نے جواب دیا: نہیں! آپ کے محافظین اس کو پکڑنے لگے تو آپؒ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو' اس لئے کہ اس نے مجھ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ تو پاگل ہے؟ میں نے کہہ دیا کہ میں پاگل نہیں ہوں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپؓ کی بکری کی ٹانگ توڑ دی' جب وہ آپؓ کے پاس آیا اور آپؓ نے اس سے پوچھا: بکری کی یہ ٹانگ کس نے توڑی ہے؟ کہنے لگا میں نے توڑی ہے اور جان بوجھ کر' تا کہ آپ کو غصہ دلاؤں' آپؓ مجھے ماریں' اور گناہگار ہو جائیں' آپؓ نے فرمایا: میں آپ کے غصہ پر ابھارنے کی وجہ سے ہرگز غصہ میں نہیں آؤں گا' یہ کہہ کر آپؓ نے اس کو آزاد کر دیا۔

ایک شخص حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سے ملا اور آپ کو برا بھلا کہنے لگا' لوگ اس کو مارنے کو آگے بڑھنے لگے تو آپؓ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو' پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہمارا کوئی معاملہ تجھ سے پوشیدہ نہیں' کیا تیری کوئی ضرورت ہے' جس کو ہم پورا کر سکیں؟ وہ شخص شرمندہ ہو گیا' پھر آپؓ نے اس کے لئے اپنے جبہ اور ایک ہزار درہم دینے کا بھی حکم فرمایا' اس کے بعد وہ شخص کہتا پھرتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ اولاد رسول میں سے ہیں۔

ایک شخص نے کسی دانشمند سے کہا: خدا کی قسم میں تجھے ایسی گالیاں دوں گا کہ جو تیرے ساتھ تیری قبر میں جائیں گی' عقلمند نے جواب دیا: میری نہیں تیری قبر میں جائیں گی۔

غصہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو جہنم کی آگ سے لیا گیا ہے' اور یہ دل کے صحراء میں رہتا ہے جیسا کہ راکھ کے نیچے انگارے ہوتے ہیں' ہر ظالم و جابر آدمی کے دل میں چھپا کبر اس کو ظاہر کرتا ہے' اور یہ ہر ظالم و جابر آدمی کے دل میں کبر پیدا کرتا ہے' جیسا کہ لوہے میں سے پتھر نکلتا ہے اور انسان غصہ کے وقت اس کبر کے گڑھے میں گر پڑتا ہے' اور اس سے شیطان لعین کے لئے انسانی جسم میں داخل ہونے کا راستہ بن جاتا ہے' جیسا کہ شیطان نے اللہ رب العزت سے کہا تھا: آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے۔

غصہ کا انجام حسد اور کینہ ہے اور جیسا کہ غصہ کی شناعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد ہے کہ جب ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے آپؐ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر' کئی مرتبہ تکرار کے ساتھ آپ نے یہی جملہ فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوانی اپنے حریف کو پچھاڑنے کا نام نہیں بلکہ پہلوانی غصے کے وقت اپنے نفس کو قابو رکھنے کا نام ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسا کوئی عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو۔

امام حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے بنی آدم! جب تو غصہ کرتا ہے تو کودتا ہے اور قریب ہے کہ تو کودے اور تیرا کودنا تجھے جہنم میں داخل کردے اور کہا گیا ہے کہ غصہ سے بچو! اس لئے کہ یہ ایمان کو ایسے خراب کردیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی کی بردباری اور تحمل کو اس کے غصے کے وقت اور اس کی امانت داری کو اس کی طمع کے وقت دیکھو کیونکہ بردباری کی پہچان نہیں ہوتی جب تک غصہ نہ ہو اور امانت داری کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ طمع نہ ہو۔

بعض حکماء کا قول ہے کہ جو اپنی شہوت اور غصے کی اطاعت کرے گا یہ دونوں اس کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کفر کے چار ارکان ہیں: غصہ شہوت جہالت لالچ۔ غصہ درحقیقت انتقام لینے کے لئے دل کے خون کا جوش مارنا ہے پس انتقام غصے کے لئے غذا ہے۔ لوگ غصہ کرنے میں تین طرح کے ہیں: افراط تفریط اعتدال۔

پس جب غصے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو غصہ کرنے والے کو گونگا اندھا اور اس کے کانوں کو نصیحت سننے سے بہرہ کردیتی ہے اس لئے کہ غصہ جب دماغ کی طرف چڑھتا ہے تو غور وفکر کے خزانوں پر پردہ ڈال لیتا ہے اور کبھی کبھی تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو بھی ختم کردیتا ہے پس غصہ کرنے والے کی آنکھیں ظلم کرتی ہیں مگر اس کو یہ ظلم دکھائی نہیں دیتا دنیا اس کے سامنے سیاہ کالی ہوجاتی ہے اس کا دماغ اس غار کی طرح ہوجاتا ہے جس میں آگ جلائی گئی ہو اور اس آگ سے اس غار کی فضا کالی ہوگئی ہو اس کے اندر تپش بھر گئی ہو دھوئیں سے بھر گئی ہو اور اس کی اندر ایک ٹمٹماتا چراغ ہو اور وہ بھی بجھ گیا ہو تو اس میں نہ قدم ٹھہر سکیں نہ اس میں کوئی آواز سنائی دی جائے نہ اس میں کوئی صورت نظر آئے اور نہ اس آگ کو بجھانے پر قدرت نہ ہو پس یہی کیفیت غصہ کے وقت قلب ودماغ کی ہوتی ہے اور بعض دفعہ جب غصہ حد سے بڑھ جائے تو اپنے ساتھی کو قتل بھی کردیتا ہے۔

غصہ آنے کے اسباب یہ ہیں حقارت مزاح تکبر مذاق اڑانا مسخری کرنا بڑائی کرنا مخالفت کرنا غداری کرنا فضول مال ومرتبے کے حصول کا حرص مندرجہ بالا تمام امور شرعاً اخلاق رذیلہ میں شمار کئے جاتے ہیں ان تمام امور کے ہوتے ہوئے غصے سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جاسکتا ان تمام اخلاق رذیلہ کو زائل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق رذیلہ کی ضد اچھے اخلاق کو اپنایا جائے۔

البتہ جب غصہ بھڑک اٹھے تو اس کا درج ذیل امور سے علاج کیا جاسکتا ہے مثلاً:

ا:..... وہ احادیث مبارکہ جو غصے کو روکنے کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں ان کا استحضار کیا جائے اسی طرح عفو ودرگزر اور تحمل وبرداشت کے متعلق جو فضائل وارد ہوئے ہیں ان پر غور کیا جائے۔

۲:..... اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائے۔

۳:..... اپنے نفس کی دشمنی اور انتقام کے انجام سے ڈرائے۔

۴:..... غصے کے نقصانات کے بارے میں سوچے اور ان اسباب پر غور کرے جو اس کو انتقام کی طرف لے جائیں گے۔

۵:..... یہ خیال کرے کہ غصہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور احکام کی بجاآوری کے لئے ہونا چاہئے۔

بہرحال غصہ دور کرنے کے لئے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم! پڑھ لے اور اپنی حالت کو بدل لے یعنی اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہے تو لیٹ جائے کیونکہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے غصے کے وقت وضو کرنے کا حکم وارد ہوا ہے۔

غصہ کے وقت وضو کرنے کی حکمت حدیث شریف میں یوں بیان کی گئی ہے:

چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عروہ بن محمد رضی اللہ عنہما کے پاس تھے کہ ایک شخص نے ایسی بات کی جس پر آپ کو شدید غصہ آگیا پس وہ کھڑے ہوئے اور وضو فرمایا پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے میرے دادا عطیہ سے جو کہ صحابی ہیں بیان کیا ہے کہتے تھے کہ: رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک غصہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو چاہئے کہ وضو کرلے۔

البتہ بیٹھنے اور لیٹنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی حکمت غالباً یہ ہے کہ کھڑے ہونے سے بیٹھنا زمین کے زیادہ قریب ہے اور بیٹھنے سے لیٹنا زمین کے زیادہ قریب ہے اور انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی میں عاجزی و انکساری ہے تو غضبناک انسان بیٹھ یا لیٹ کر اپنی ذلت کو یاد کرکے غصہ کو کم کرے۔

غصہ اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو تو یہ محمود ہے اور اگر اس کے علاوہ ہو تو یہ مذموم ہے مومن اور مسلمان تو اللہ رب العزت کے لئے کھڑا ہوتا ہے نہ کہ نفس کے لئے یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے کھڑا ہوتا ہے نہ کہ نفس کی مدد کے لئے۔

اللہ رب العزت کی قائم کردہ حدود کی اگر مخالفت کی جائے تو مومن کو ایسا غصہ آنا چاہئے جیسا کہ چیتے سے اگر اس کا شکار چھین لیا جائے تو وہ غصہ میں آجاتا ہے۔

☆☆..........☆☆

اسلام ہی قابل عمل مذہب ہے

جاپان سے تعلق رکھنے والے نومسلم محمد سلیمان تاکچی اپنے قبول اسلام کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں' خدا کے فضل سے میں نے اسلام قبول کرلیا ہے' میرے قبول اسلام کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱:...... میں نے اسلام میں اخوت کا ایسا نظام دیکھا ہے جو مستحکم بنیادوں پر استوار ہے۔

۲:...... اسلام انسانی زندگی کے مسائل کا بڑا کامیاب عملی حل پیش کرتا ہے' یہ عبادات کو انسان کی سماجی زندگی سے الگ نہیں کرتا بلکہ مسلمان تو اجتماعی عبادت کا تصور رکھتے ہیں (یعنی نمازیں با جماعت ادا کرتے ہیں اور خلق خدا کی خدمت' رضائے الٰہی سمجھ کر کرتے ہیں)۔

۳:...... اسلام انسانی زندگی میں مادیت اور روحانیت کا خوبصورت امتزاج پیش کرتا ہے' اب میں ان تینوں پہلوؤں کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا۔

اسلامی اخوت کسی نوعیت کی قومی' خاندانی یا لسانی حد بندیوں کو قبول نہیں کرتی بلکہ سارے مسلمانوں کو محض عقیدے کی بنا پر بھائی چارے کے مضبوط بندھن میں باندھ دیتی ہے' پھر اسلام کسی ایک طبقے یا مخصوص گروہ تک محدود نہیں' یہ تمام انسانوں کا مذہب ہے خواہ وہ امیر ہوں یا غریب' کالے ہوں یا گورے' عرب ہوں یا پاکستانی' افغان ہوں یا ہندوستانی وغیرہ۔

الغرض اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہے۔

اسلام زندگی سے فرار حاصل نہیں کرتا' یہ ہر طرح کی مصروفیات کا چیلنج قبول کرتا ہے' بلکہ صرف یہی وہ مذہب ہے جو وقت جیسی قیمتی نعمت کی ناقدری نہیں کرتا' اسی لئے یہ آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے' جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا' اسلام دین فطرت ہے' اس لئے اس میں اتنی لچک ہے کہ یہ ہر دور میں ہر ملک کے عوام کے لئے توازن واعتدال کا ایک معین خانہ پیش کرتا ہے' یہی سبب ہے کہ اپنی مختصر سی تاریخ میں اس مذہب نے انسانی تہذیب کے ارتقاء میں زبردست کردار ادا کیا ہے۔

اسلام میں نجات کا راستہ سماج کے اندر سے ہوکر گزرتا ہے' یہ زندگی گزارنے کا کوئی درمیانی راستہ نہیں نکالتا' میں بدھ مت اور عیسائیت کے بارے میں جو کچھ جانتا ہوں' اس کے مطابق دونوں مذاہب ترک تعلقات کی ترغیب دیتے اور انسانی معاشرے سے کٹ کر رہنے پر بخشش وانعام کا مژدہ سناتے ہیں' کچھ ایسے بدھ فرقے بھی ہیں جو پہاڑوں کی خطرناک ڈھلوانوں پر مندر تعمیر کرتے ہیں تاکہ جو بھی وہاں پہنچنے کا قصد کرے پہلے جان جوکھوں میں ڈالے پھر وہاں پہنچے' چنانچہ جاپانی مذاہب میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ خدا تک کسی عام آدمی کی رسائی ممکن نہیں' یہی حالت عیسائیت کی ہے' عیسائی راہبوں کی خانقاہیں عموماً انسانی بستیوں سے دور پہاڑوں یا جنگلوں میں ہوتی ہیں' یہاں بھی مذہبی زندگی اور معاشرتی زندگی میں ناقابل عبور خلیج حائل ہے' مگر اسلام کا معاملہ ان سارے مذاہب سے بالکل مختلف ہے' مسجد عام طور پر گاؤں' قصبے یا کاروباری مراکز کے عین قلب میں واقع ہوتی ہے' نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوتی ہے اور معاشرے کی خدمت دین کا ایک لازمی جزو سمجھی جاتی ہے۔

حیات انسانی روح اور مادے کا مجموعہ ہے' خالق اکبر نے ہمیں جسم بھی دیا ہے اور روح بھی' اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان دونوں کے تقاضوں کو بروئے کار لائیں اور مادیت اور روحانیت کے درمیان کوئی خط نہ کھینچیں' اسلام اس معاملے میں بھی نہایت معقول رویہ اپناتا ہے اور روح اور مادے دونوں کی اہمیت کو یکساں تسلیم کرتا ہے' دونوں کو ان کے اصل مقام پر رکھتے ہوئے وہ ایسی حکمت عملی اختیار کرتا ہے جو زندگی کے سارے تقاضوں پر محیط ہوتی ہے۔

آج حالت یہ ہے کہ جاپان صنعتی اعتبار سے ایشیاء کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے' سائنس اور ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی اور اس کے اثرات نے ہمارے معاشرے کو کلیتاً بدل دیا ہے اور مادی نقطۂ نظر ہر بات پر حاوی ہے' چونکہ ہمارے ملک میں قدرتی وسائل کا فقدان ہے' اس لئے تمام تر انحصار

تگ و دو پر ہے' ہمیں اپنا معیار زندگی برقرار رکھنے کے لئے شب و روز محنت کرنی پڑتی ہے اور صرف یہی وہ ذریعہ ہے جس کے سبب ہماری تجارت اور صنعت بھی زندہ رہ سکتی ہے' چنانچہ ہم ایک ایسی مادی دوڑ میں مصروف ہیں جہاں روحانیت کا دور دور تک کہیں پتا و نشان نہیں ملتا' جاپانیوں کی ساری جدوجہد محض دنیاوی مفادات کے لئے ہے' انہیں مابعد الطبیعاتی مسائل پر سوچنے کی فرصت نہیں ملتی' ان کا کوئی مذہب ہے نہ روحانی معیارات' وہ ان نقوش پر سجدہ کرتے ہیں جو یورپ کی مادیت نے زمانے پر مرتسم کئے ہیں' اس ساری یکطرفہ دوڑ کا نتیجہ ہے کہ روحانی طور پر جاپان زبردست افلاس کا شکار ہوتا جارہا ہے اور خوبصورت لباس میں ملبوس ان کے صحت مند جسموں کے اندر بیمار اور مایوس روحیں کراہ رہی ہیں۔

مجھے یقین واثق ہے کہ جاپان میں اسلام کی اشاعت اور فروغ کے لئے موجودہ دور فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے' نام نہاد ترقی یافتہ قوموں نے مادی ترقی تو بلاشبہ کی ہے مگر وہ زبردست روحانی خلا' کا شکار ہیں' اسلام اور صرف اسلام ہی اس خلا کو پر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے' چنانچہ اگر جاپان میں اسلام کی اشاعت کے لئے مناسب اور موثر تدابیر اختیار کی جائیں تو میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ دو یا تین نسلوں کے اندر اندر پورے کا پورا جاپان اسلام کی آغوش میں آسکتا ہے اور اگر یہ قلعہ سر ہوجائے تو میں سارے مشرق بعید میں اسلام کے روشن مستقبل کی پیش گوئی کرسکتا ہوں' مسلم جاپان پوری انسانیت کے لئے باعث رحمت بن سکتا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امت' کراچی ۵/مئی ۲۰۰۷ء)

بقیہ | حیات آفریں پیغام

فوقهم كيف بنيناها۔" کی تفسیر پڑھ رہا ہوں۔

طبیعاتی علوم:

علم ہیئت کے علاوہ قرآن کریم نے دیگر طبیعاتی علوم حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے:

"آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے (استدلال کے) لئے بہت دلائل ہیں' اور (اسی طرح) خود تمہارے اور ان حیوانات کے پیدا کرنے میں' جن کو زمین میں پھیلا رکھا ہے' ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو یقین رکھتے ہیں (اسی طرح) رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اس مادہ رزق میں' اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا' پھر اس (بارش) سے زمین کو تروتازہ کیا' بعد ازاں کہ وہ خشک ہو چکی تھی اور (اسی طرح) ہواؤں کے بدلنے میں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔"

اسی طرح قرآن کریم' عقلی علوم کے حصول کی ترغیب دیتا ہے' جس کا تذکرہ بہت سی آیات میں موجود ہے' اس کا شمار یہاں موجب تطویل ہے۔

بعثت نبوی سے قبل کے عالمگیر فساد کے لئے قرآن کریم نے ایک بلیغ لفظ "جاہلیت" استعمال کیا ہے' جاہلیت "جہل" سے مشتق ہے' جہل کے زہر ہلاہل کا واحد تریاق "علم صحیح" ہے' علماء و محققین کی رائے ہے کہ جاہلیت کسی زمانہ اور جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے' جب جب علم صحیح کا فقدان ہوگا' جاہلیت عود کر آئے گی' آج بھی اسی جاہلیت کا راج ہے' اس جاہلی دور میں قرآن کریم کی پہلی وحی عالم انسانیت کی ہدایت کے لئے اور مسلمانوں کی خلافت اور تسخیر کائنات کے لئے حیات آفریں پیغام ہے۔

☆☆..........☆☆

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور مجلس گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ قاری محمد یوسف عثمانی صاحب کی اہلیہ محترمہ گزشتہ دنوں خالق حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے جذبہ سے سرشار تھیں' گھر کا ماحول اہلیان گوجرانوالہ کی ناموس رسالت سے والہانہ محبت نے جذبہ عشق رسالت کو چار چاند لگادیئے' حق تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے' ان کی حسنات کو ذریعہ نجات بنائے' ان کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے' ادارہ اپنی طرف سے اور قارئین ختم نبوت کی طرف سے جناب قاری محمد یوسف عثمانی سے تعزیت کرتا ہے' حق تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کے مدرس قاری ریحان اللہ کو گزشتہ دنوں ایک صدمہ سے دوچار ہونا پڑا' ان کے حقیقی چچا رائے عرفان خان کمالیہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے اور اصلاحی بیعت کا تعلق حضرت اقدس قبلہ خواجہ خان محمد مدظلہ سے تھا' جو کوئی پریشان حال اپنی پریشانی کا تذکرہ کرتا اس کو حضرت اقدس مدظلہ کی خدمت میں روانہ کردیتے' خود بھی پابندی سے اپنی اصلاح کے لئے خانقاہ سراجیہ حاضر ہوتے' انتقال سے کچھ دیر قبل دل کی تکلیف محسوس ہوئی صاحبزادگان ڈاکٹر کو بلا کر لائے تو فرمانے لگے: بس ڈاکٹر صاحب! چھوڑیئے آپ کلمہ سنائیں' ڈاکٹر صاحب جاننے والے تھے' انہوں نے کلمہ سنایا اور پھر فرمانے لگے میرا بھی کلمہ شہادت سنئے! بس کلمہ شہادت سنایا اور روح پرواز کرگئی۔ مرحوم نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے' ایک بیٹی سوگوار چھوڑی۔ قارئین سے اپیل ہے کہ مرحومین کے لئے بلندی درجات کی دعا کریں۔

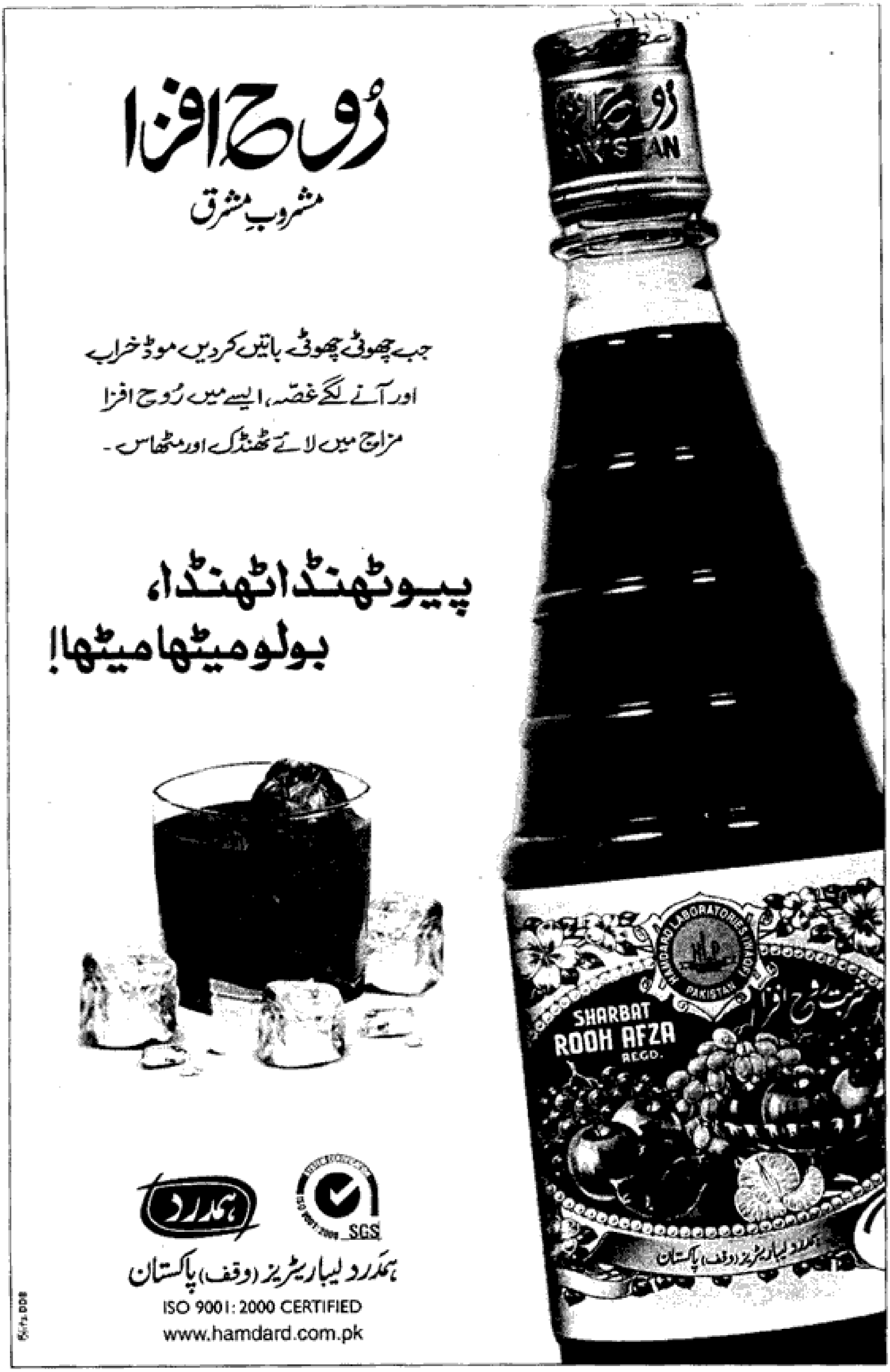
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کر دیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
HAMDARD LABORATORIES (WAQF)
PAKISTAN
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعووں کے آئینہ میں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا دعویٰ:

''یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمد و احمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷' روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ''وآخرین منھم لما یلحقوبھم'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸' خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(مرزا غلام احمد قادیانی نے) اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت کا دعویٰ:

''ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰' روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶' خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۷۲ پر دس لاکھ بتلائی ہے:

''لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکرو.'' اس کے لئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۱' روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

''اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔'' (حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵' خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

خدا کی مثل ہونے کا دعویٰ:

''اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کے مانند۔'' (حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۲۵' خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

اپنے بیٹے کا خدا کی مثل ہونے کا دعویٰ:

''انا نبشرک بغلام مظھر الحق العلی کان اللہ نزل من السماء.'' (استفتاء ص ۸۵' خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ:

''انت منی بمنزلۃ اولادی.'' (حاشیہ اربعین نمبر ۴ ص ۱۹' خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

اپنے اندر خدا کے اتر آنے کا دعویٰ:

''آپ کو الہام ہوا: ''آوا بن'' جس کی تفسیر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ ''خدا تیرے اندر اتر آیا۔'' (کتاب البریہ ص ۷۲' خزائن ج ۱ ص ۱۰۲)

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا:

''اور میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (پھر کہتا ہے) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔...... اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی' پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں' پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا

کیا اور کہا:''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح'' پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا: ''اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئے۔'' (کتاب البریہ ص ۸۵ تا ۸۷' خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵' آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴' خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ:

''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' (اعجاز احمدی ص ۷' خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس عبارت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں' جو صریح کفر ہے' اور کہتا ہے کہ:

''اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے' نہ ہر ایک مفتری' تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے' خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے' وہی صاحب شریعت ہوگیا' پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں' کیونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ذالک ازکیٰ لھم'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶' خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

پھر لکھتے ہیں:

''چونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۶' خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)

مرزا جس حدیث کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردّی کی طرح پھینک دے:

''اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۳۰/۳۱' خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

مرزا قادیانی کا لاکھوں معجزات کا دعویٰ:

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸' خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہے:

''دس لاکھ تعداد معجزات شمار کی ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۸' خزائن ج ۲۱ ص ۷۵)

تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین:

''بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے' اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶' خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

(یہ دعویٰ کیا کہ) خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے: ''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ.'' (اربعین

نمبر۳ص ۲۳‘ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰، ۴۱۱)

ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

(مرزا قادیانی اپنے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے):

آیت: ’’واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی‘‘ اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے‘ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (اربعین نمبر۳ ص ۳۲‘ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۱)

نوح، یعقوب، موسیٰ، داؤد، شیث، یوسف، اسحٰق، یحییٰ، اسمٰعیل علیہم السلام ہونے کا دعویٰ:

(مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں):

’’میں آدم ہوں‘ میں شیث ہوں‘ میں نوح ہوں‘ میں ابراہیم ہوں‘ میں اسحٰق ہوں‘ میں اسمٰعیل ہوں‘ میں یعقوب ہوں‘ میں یوسف ہوں‘ میں موسیٰ ہوں‘ میں داؤد ہوں‘ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲‘ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

’’اس خدا کی تعریف جس نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔‘‘ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲‘ خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

یہ دعویٰ (مرزا غلام احمد قادیانی کی) تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات‘ بازاری گالیاں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰‘ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۴۸‘ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

’’آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

’’پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

(دیکھئے کس قدر دریدہ دہنی سے مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کو نادان اسرائیلی لکھا ہے۔)

’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

نوح علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ:

’’اور خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح علیہ السلام کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷‘ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ:

’’پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔‘‘ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲‘ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

مرزا قادیانی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہونا:

’’منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا‘ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں‘ یعنی ناپاکی پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلائے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص ۱۹‘ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲) ☆☆

فراق یاراں

حضرت مولانا قاری محمد اختر رحؒ

مولانا اللہ وسایا

۱۷/مئی ۲۰۰۷ء بروز جمعرات' دن بارہ بجے کے لگ بھگ پنجن کسانہ' تحصیل کھاریاں' ضلع گجرات سے مولانا شبیر احمد مبلغ مدرسہ حنفیہ کا فون آیا کہ مولانا قاری محمد اختر صاحب کو دل کی تکلیف ہوئی اور اچانک انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ خبر اتنی اچانک اور افسوسناک تھی کہ میں دم بخود رہ گیا۔ ۱۷/مئی کی شام احمد پور سیال میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ ۱۸/مئی کا خطبہ جمعہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم کی جامع مسجد چنیوٹ میں طے تھا' ان کاموں سے فرصت ملتے ہی ۱۹/مئی بروز ہفتہ ظہر کے قریب پنجن کسانہ حاضر ہوا۔ حضرت مولانا محمد اختر کی مسجد' مدرسہ' طلباء' طالبات' اساتذہ' مسند' منبر ومحراب' مہمان خانہ سب کچھ موجود تھے' کارواں تھا' لیکن میر کارواں نہ تھے' ہر طرف اداسی' ہو کا عالم' درودیوار گریہ زار' پژمردہ' دل گرفتہ سے سوگوار ماحول میں مغموم چند منٹ بیٹھا' معلوم ہوا کہ قاری محمد اختر مرحوم کے تینوں صاحبزادگان' مدرسۃ البنات جادہ جہلم میں ہیں' چنانچہ وہاں کے لئے عازم سفر ہوا۔

بڑے صاحبزادے حافظ و قاری ہیں' جادہ میں مدرسہ چلاتے ہیں' منجھلے صاحبزادے دورۂ حدیث شریف پڑھ رہے ہیں' سب سے چھوٹے صاحبزادے تبلیغی مرکز گجرات میں درجہ رابعہ کے طالب علم ہیں' تینوں حضرات سے ملاقات ہوئی' ان سے تعزیت کی' معلوم ہوا کہ ۱۷/مئی کو ساڑھے دس بجے قاری صاحب اپنے معمولات سے فارغ ہوئے' اس روز مدرسہ للبنات میں چند بچیوں کی تکمیل حفظ قرآن کی تقریب تھی' ان بچیوں کا آخری سبق سنا' دیر تک ختم قرآن کی دل سوز دعا کرائی' مدرسہ کی بچیوں نے ششماہی امتحان کے بعد گھر جانا تھا' ان کو ہدایات دیں' واپس تشریف لائے تو مسجد میں نوافل ادا کئے' کہیں سفر کے لئے جانا چاہتے تھے' لیکن نوافل سے فارغ ہو کر اپنی مسند پر تشریف لائے' چائے کی خواہش کا اظہار کیا اور خود چارپائی پر دراز ہوگئے' تھوڑی دیر بعد چائے آگئی' وہ نوش کی' پھر لیٹ گئے' اتنے میں دل پر ہاتھ رکھا' قبلہ رخ ہوئے' آنکھیں بند کیں اور جان' جان آفریں کے سپرد کردی۔ اس وقت تقریباً دن کے ساڑھے گیارہ بجے ہوں گے' سب کچھ اس تیزی سے ہوا کہ کسی کو کانوں کان پتہ نہ چلا کہ کیا ہوا ہے؟ ساتھیوں نے اٹھایا' ڈاکٹر کے پاس لے گئے' انہوں نے نبض دیکھی اور تصدیق کردی کہ دل کی بے قراری کو قرار آگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پنجن کسانہ میں اسی روز عصر کے قریب مولانا عزیز الرحمن ہزاروی کی امامت میں کثیر تعداد میں خلق خدا نے جنازہ پڑھا' ساڑھے چھ بجے جادہ جہلم میں آپ کے منجھلے صاحبزادہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی' اور مغرب کے قریب جادہ کے آبائی قبرستان میں آسودہ خاک ہوگئے۔

مولانا قاری محمد اختر صاحب نے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی مرحوم کے مدرسہ حنفیہ جہلم میں تعلیم حاصل کی۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا غلام یحییٰ سے تمام کتب پڑھیں۔ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ آپ پر بہت اعتماد کرتے تھے اور آپ کی تربیت کے لئے کوشاں رہتے تھے' انہوں نے جامعہ مدنیہ لاہور میں دورۂ حدیث کے لئے آپ کو داخل کرایا' شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں مرحوم سے ۱۹۷۰-۷۱ء میں دورۂ حدیث شریف مکمل کیا۔

۱۹۷۱ء ہی میں حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ کے حکم پر مسجد شیخاں' پنجن کسانہ' ریلوے لائن اور جی ٹی روڈ کی درمیانی آبادی میں امامت' خطابت' تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا آغاز کیا' یہ دور آپ کی بھرپور جوانی اور محنت ومشقت' ایثار و قربانی کی لازوال جدوجہد کا آئینہ دار ہے۔ مل گیا تو کھالیا' نہ ملا تو پورا دن فاقہ میں گزار دیا' پنجن کسانہ سے جادہ تک کئی کلومیٹر کا سفر ہے' نماز پنجن کسانہ میں' کھانا جادہ میں' یوں وقت گزارا۔

فقیر راقم کا اس دور میں آپ سے تعلق قائم ہوا' ان دنوں گوجرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرؤف جتوئی

مرحوم ہوتے تھے' تب آپ نے گجرات کے قادیانیت زدہ دیہاتوں اور چکوک کا دورہ رکھا' حضرت مولانا قاری محمد اختر ہمارے میر کارواں تھے' پیدل' سائیکل اور تانگے کے ذریعہ یہ سفر ہوئے' اس زمانہ میں قادیانی جارحیت زوروں پر تھی' قریہ قریہ قادیانی طلسم کو توڑنا جان جوکھوں کا کام تھا۔

قاری محمد اختر مرحوم نے فراغت کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے بیعت کی اور پھر یہ تعلق عشق میں تبدیل ہوگیا' ان دنوں ضلع گجرات میں جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی پہچان حضرت مولانا قاری محمد اختر مرحوم تھے۔

قاری محمد اختر صاحب خود ایک واقعہ سناتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک بار کھاریاں کے قریب کسی چک سے ایک مسلمان ماسٹر نے دفتر ختم نبوت ملتان خط لکھا کہ قادیانیوں نے ادھم مچا رکھا ہے' مسلمان کمزور ہیں' مسئلہ کی وضاحت کے لئے کسی فاضل مبلغ ختم نبوت کو بھیجا جائے۔

چنانچہ دفتر مرکزیہ نے مولانا قاضی محمد اللہ یار خان مرحوم کی ڈیوٹی لگائی' انہوں نے کتب کا بھاری بھرکم بکس لیا اور دوپہر کو پنجن کسانہ میں قاری محمد اختر صاحب کے ہاں جا پہنچے' ان کو اچانک دیکھ کر قاری صاحب فرماتے تھے: مجھے تعجب ہوا' قاضی اللہ یار مرحوم نے پوری کہانی سنائی' مسلمان ماسٹر کا ارسال کردہ خط دکھایا' جمعرات کا روز تھا' چنانچہ عصر کے قریب قاری محمد اختر صاحب اور قاضی محمد اللہ یار صاحب روانہ ہوئے' کتب کا بکس قاری محمد اختر صاحب نے اور بیگ قاضی صاحب نے اٹھایا' مغرب کو متعلقہ مقام پر جا پہنچے' مسجد میں ایک آدمی ملا' اس سے خط ارسال کرنے والے کی بابت دریافت کیا' وہ آدمی صورت حال کو بھانپ گیا' اس نے کہا کہ وہ شخص تو پنڈی گیا ہوا ہے' یہ کہہ کر وہ آدمی چلا گیا' تھوڑی دیر بعد دوسرے حضرات سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ سب سے پہلے جن صاحب سے آپ نے پوچھا وہی کاتب و مرسل مکتوب تھے' (انہی صاحب نے خط لکھا تھا) وہ اب آپ کو نہیں ملیں گے' خط تو آپ کو لکھ دیا' لیکن اب وہ صورت حال کی ذمہ داری قطعاً قبول نہ کریں گے۔

قاری محمد اختر صاحب فرماتے تھے کہ یہ سن کر ہم دونوں کو تعجب ہوا اور صورت حال کی سنگینی کا بھی احساس ہوا' میں تو مایوس ہوگیا کہ یہاں وعظ وتبلیغ ممکن نہیں' واپس جانا ہوگا' لیکن اگلے ہی لمحہ قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا کہ قاری صاحب! آپ واپس جائیں' میں رات یہاں رہوں گا' جمعہ بھی یہاں پڑھوں گا' آپ اطمینان رکھیں' کل جمعہ کے بعد شام کو آپ کے ہاں آجاؤں گا' چنانچہ قاضی صاحب نے عشاء کے وقت نمازیوں کے سامنے ساری صورت حال رکھی' دس منٹ بیان کیا' کسی نے کھانا دے دیا' رات مسجد ہی میں گزاری' صبح درس دیا تو مزید فضائل وبرکات اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا' نماز جمعہ کے موقع پر خاصی حاضری ہوگئی تو قادیانیوں کے لتے لئے اور قادیانی کفر کو عوام کے سامنے واضح کیا' گاؤں کے تمام مسلمانوں کو محض چند گھنٹوں کی محنت سے قادیانیوں کے مقابلہ پر لا کھڑا کیا' بعد ازاں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ' جو انہیں الوداع کہنے آئے تھے' پنجن کسانہ آگئے' قاری محمد اختر مرحوم یہ واقعہ سنا کر گلوگیر ہوجاتے کہ وہ کیسے مخلص علماء تھے۔

قاری محمد اختر مرحوم نے پنجن کسانہ میں بنین وبنات کے شاندار مدرسے قائم کئے' جادہ میں بنات کا مدرسہ قائم کیا' پچیس تیس گاؤں میں مدرسہ کی شاخیں قائم کیں' سب کے اخراجات خود ادا کرتے تھے۔ بارہا مدرسہ کے لئے برطانیہ کا سفر ہوا' وہاں ملاقاتیں رہیں' اگست ۲۰۰۶ء میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں برمنگھم میں پورا دن اسٹیج پر رہے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

انہوں نے ایک مبلغ فراہم کرنے کے لئے حکم فرمایا' جب جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل مولانا شبیر احمد کو فقیر نے ان کی خدمت میں بھیجا تو بہت خوش ہوئے اور علاقہ بھر میں عقائد حقہ کی ترویج کے لئے ان کو وقف کردیا۔

مولانا قاری محمد اختر مرحوم' مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور مولانا عبداللطیف جہلمیؒ پر فدا تھے' حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے عاشق صادق تھے' مولانا حامد میاں مرحوم اور مولانا غلام یحییٰ کے شاگرد خاص اور ان کی روایات کے امین تھے۔

دراز قد' طویل لحیہ' کشادہ سینہ' پکا رنگ' حجازی کرتہ' آپ کی پہچان تھا' موقف کے پکے اور دل کے غنی تھے' علماء کے قدردان' چھوٹوں کو بڑا بنانے کے خوگر' مسلک کے اظہار میں کسی رعایت کے روادار نہ تھے' غیبت' لڑائی جھگڑے کے قریب نہ پھٹکتے تھے' عقیدہ ختم نبوت' نفاذ شریعت اور تعلیم کو عام کرنے کے لئے ہراول دستہ میں رہے' تمام حضرات کا دل وجان سے احترام کرتے تھے' جہاں کسی بے دین فتنہ کی فتنہ سامانی کو دیکھا تو چیلنج سمجھ کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے اور ہمیشہ کامیاب وسرخرو رہے تھے' آپ کی زندگی اکابر کی محنت کا پرتو تھی' خوبیوں کا مجموعہ' عاجزی وانکساری کا پیکر' دوستوں کے دوست تھے' اشداء علی الکفار رحماء بینھم پر عمر بھر عمل پیرا رہے' حق تعالیٰ شانہ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔ آمین۔

☆☆

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی ﷺ — لانبی بعدی

بمقام **جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر**

کورس ردِ قادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین وماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاءاللہ

زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ **شاہ نفیس الحسینی** صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ **۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ**
18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- **پتہ ترسیل درخواست** دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ
فون: 047-6212611